

دسمبر ۱۹۶۹ء

بابت ماہ ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

ہندوستان بھر کے کروڑوں

اہل سنت و جماعت کا حقیقی ترجمان، قرآن و حدیث فقہ اور تصوف کے حقائق و معارف کا بہترین
مخزن مسلمانوں میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی روح پھونکنے والا ماہوار رسالہ ہو

جماعت (امریکے) جولائی 1924

برسرِ پستی

جامع درجات و لایمت اثر کمالات نبوت و افع بدعت ضلالت عامل کتاب سنت علم و اثر شریعت و
طریقیت مجدد و وقت قدوة السالکین و القارین رئیس المحدثین علی جناب حضرت مولانا حاجی فاضل
سید محمد جماعت علی شاہ صاحب جہنمی نقشبندی مجددی علیہ پیوی لازالت شہوئ فیضانہ بازغہ
مہربان

عزیز محمد و امیرتسری

سالانہ چندہ صرف تین روپے

بہت نام مولوی محمد عبداللہ صاحب مہاراجہ
جامع متحجہ بلال امرتسری
نیرازدہ بکر العزیز قدوسی پور

اوقات گرامی

اعلیٰ حضرت غظیم البرکت علیہ در شریعت و طریقت مجدد وقت قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین رئیس
الحقین مولانا حافظ حاجی پیر سید محمد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علیپوری ادام اللہ فیہم و بکاتہم
انشاء و ارتداد کے متعلق بعض ضروری امور کی بنا پر ہنوز سرنگد کشمیر شریف نہیں لینگے۔ چونکہ اشاعت و حیات
اسلام بعض اہم ترین لوازم کے اقتضائے قبلہ عالم کا علی پور شریف قیام ناگزیر تھا اسلئے حضور نے روانگی کشمیر کا التواء
مناسب خیال فرمایا۔ جملہ ماران طریقت مطلع ہیں۔

بزم جماعت

عاجل جناب طریقت ماب حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ سید نور حسین شاہ صاحب سلازہ آباد
اس ماہ میں جن برادران ملت و یاران طریقت جماعت کا اشتراک منظور فرمایا اور چند سالانہ بھی پیشگی ارسال
کر دیا۔ ان کو اسماء گرامی ذیل میں لی تشکر و امتنان کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔

- (۱) پیر حاجی نقشبند صاحب بی (۲) منشی عبد المجید صاحب پشاور (۳) حضرت پیر محمد زمان صاحب امرتسر
- (۴) منشی جلال خان صاحب کوٹ (۵) چودھری نواب خان شروعی علی پور شریف (۶) میاں جلال الدین و
- محمد الدین صاحبان چراٹ (۷) مولوی نور احمد صاحب ترچانی (۸) خان بہادر غلام قادر خان صاحب
- ڈیرہ اسماعیل خان (۹) شمس الحق مولانا شمس الدین صاحب گجرات (۱۰) میاں عبداللہ صاحب قلعہ
- سویجا سنگد (۱۱) ڈاکٹر شاہ محمد عزیز اللہ صاحب حیدر آباد دکن (۱۲) میاں داؤد احمد صاحب حیدر آباد
- (۱۳) شیخ عبدالغفور صاحب تحصیلہ ارچا نوالہ (۱۴) شیخ خلیفہ امین اللہ صاحب جماعتی رئیس نارا۔
- (۱۵) منشی اللہ بخش صاحب میانوالی (۱۶) منشی عبدالغفور صاحب میانوالی (۱۷) مولوی عبدالحق صاحب
- حنفی رضوی بہاولپور (۱۸) میاں عبدالصمد صاحب حیدر آباد دکن (۱۹) شیخ فضل عالم صاحب جرنٹ
- سیری (۲۰) میاں غلام حسین خان صاحب میسور (۲۱) میاں عبدالکیم خان صاحب میسور (۲۲) بیگم صاحبہ
- ڈیوڑھی نواب آسمان جاہ بہادر حیدر آباد دکن (۲۳) ڈاکٹر عبدالغزیز صاحب سیف حیدر آباد دکن (۲۴)
- نواب رحیم یار جنگ بہادر حیدر آباد دکن (۲۵) منشی غلام محمد صاحب امرتسر (۲۶) مولوی عبدالصمد
- صاحب جنوبی کوٹہ۔ (۲۷) چودھری مرزا آبادگار صاحب بھلوال۔

تمام یاران طریقت کا فرض ہے کہ رسالہ جماعت کی توسیع
اشاعت میں کوشش کرتے رہا کریں۔ (منیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
رسالہ
جماعت امرت

جلد ۱

منبر ۳

بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۲ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۲۲ء

فہرست مضامین

۱	کلام الملوک	۲	حضور خضر و معظم شہر دکن خلد اللہ ملکہ
۲	میراثہ علی الجماعۃ	۳	میر -
۳	زمزمہ نعت	۵	میر -
۴	اعلیٰ حضرت کی سرگرمیاں	۷	مولوی محمد حفیظ الدین صاحب روشنی ناظم دفتر جماعتیہ -
۵	اتفاق -	۹	مبلغ اسلام مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب فاضل مراد آباد -
۶	خورشید رسالت	۱۵	خواجہ دل محمد صاحب ایم اے پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور -
۷	نماز کی حقیقت	۱۶	مولانا صوفی بہال احمد صاحب حق نقشبندی الدہ آباد -
۸	تاریخ وصال	۱۹	مولانا مولوی سید محمد غوث صاحب گرد اسپوری -
۹	رسول اللہ کی اطاعت	۲۰	مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب جید رآباد دکن -
۱۰	نعتیہ کلام	۲۳	میر کرامت اللہ صاحب امرتسری و مولوی محمد یعقوب علی صاحب -
۱۱	حیات بعد الممات	۲۵	مولانا مولوی محمد قدیر بخش صاحب بدایوں -
۱۲	سوال و جواب	۲۶	مولانا سید غلام قطب الدین صاحب سہیل -
۱۳	اسلامی جوہر پرینس	۲۷	مولوی پیر عبدالسلام صاحب واعظ ہمدانی امرتسری -
۱۴	حضرت بشر حافی رحمہ	۲۹	مولانا مولوی محمد سعید الحق صاحب لکھنؤی -
۱۵	خوزستان	۳۳	مولوی حکیم حبیب الرحمن صاحب مارہروی -
۱۶	تقاریف	۳۷	مختلف اخبارات و رسائل -

کلام الملوک ملوک الکلام

حصہ نوخمس و معظّم شہر یار دکن کا نعتیہ کلام

مولائے جہاں ہو میرا مولائے مدینہ	بے فخرِ رسل انجمن آرائے مدینہ
ہم جان سے رکھتے ہیں تمنائے مدینہ	زاہد کو ہوائے چمنِ خلد مبارک
دل سے جو کوئی دیکھے تاشائے مدینہ	آنکھوں میں کھینچے عالمِ لاہوت کا نقشہ
تصویر کا عالم ہے سراپائے مدینہ	اے اہل نظر غور سے دیکھو تو ذرا تم
جس روز سے ہم ہو گئے شیدائے مدینہ	ہے طائرِ سدرہ بھی ہوا خواہ ہمارا
ہے اپنے مقابلِ سُرخِ زیبا ئے مدینہ	کیا آنکھ پڑے گلشنِ ہستی کی فضا پر
رہتا ہے میری سرسری جو سوڈائے مدینہ	اک سلسلہ گیسوئے محبوب ہے یہ بھی
رشکِ شجرِ طور - شجرِ مانے مدینہ	غیرتِ وہِ صدفِ بقیہ تجلی - گلِ طیبہ
اے کاش یہ سینہ میرا بجائے مدینہ	ہر دمِ دلِ مشتاق رہے محوِ نظارہ
دیکھوں جو مقدر مجھے دکھلاؤ مدینہ	شیر کے ہر اک ذرہ میں محبوب کا دیدار

اے بادِ صبا خاک کو عثمان کی پر مرگ

لیجا کے اڑا دے سرِ صحرا ئے مدینہ

یہ الس علی الجماعۃ

”اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے“

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جماعت میں جو قوت اور مضبوطی و دیعت کی گئی ہے وہ فرد میں نہیں ہو سکتی۔ فرد جزو کا ہم معنی ہے تو جماعت کل کی مترادف ہے، پس ظاہر ہے کہ جزو میں کل کی طاقت نہیں ہوتی، سرور کائنات فخر عالم و آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد واجب الانقیاد ہے کہ **إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللَّهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَدَّ شِدًّا فِي النَّارِ رُتِبَ فِي عَذَابِ غُرُوبِ مِيرِ امْتٍ كَوْنِهَا هِيَ بِرَجْعِ نَحْوِ كَوْنِ الْجَمَاعِ** سے علیہ ہو گا ورنہ میں ڈالا جائیگا۔

دوسری حدیث میں فرمایا۔ **إِتَّبِعُوا سَوَادَ الْأَعْظَمِ فَإِنَّهُ مَنِ شَدَّ شِدًّا فِي النَّارِ رُتِبَ** سب سے بڑی جماعت کی پیروی کرو تحقیق جو الگ ہو اوہ الگ میں پھینکا جائے گا۔

کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا اجتماع جبر الامۃ امام الائمۃ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متبعین کا ہے۔ جنہیں اصناف کے مبارک نام سے پکارا جاتا ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے پیرو عالم اسلامی کے ہر حصے ہر گوشے اور ہر کنائے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ دیگر جدید العہد فرقے اسکے مقابلے میں وہی نسبت رکھتے ہیں جو دریا کے سامنے قطرہ یا خرمن کے سامنے دانہ، اجتماعی طاقت سے بڑے بڑے عظیم الشان کام سر انجام پا سکتے ہیں۔ انفرادی طور پر جو کوششیں عمل میں لائی جاتی ہیں ان سے کسی حالت میں بھی اہم نتائج پیدا نہیں ہو سکتے۔ ایک تنہا نہایت ضعیف اور کمزور چیز ہے، اور بالکل کمزور کوشش سے ٹوٹ سکتا ہے لیکن جب بہت سے تنکے ایک جگہ جمع کر کے باندھ دیئے جاتے ہیں تو ان کا توڑ ناظر بھی کھیر ہوتا ہے۔ ایک اینٹ کسی جگہ دھری ہو تو اسے ایک بچہ بھی اٹھا کر پھینک دیتا ہے، لیکن اگر بہت سی اینٹوں کی جمعیت دیوار کی صورت میں ہو تو اسکا اکھاڑ پھینکنا کچھ سہل کام نہیں بلکہ علیٰ ہذا ہیئت کا ایک تار معمولی سعی سے توڑا جاسکتا ہے، مگر جب بہت سے تاروں کے اجتماع سے ایک مضبوط سوئی رستہ بنا جاتا ہے، وہ سینکڑوں من بوجھ کا مقفل ہو کر بھی ٹوٹنے میں نہیں آتا۔ غرض کہاں تک مثالیں بیان کر

کائنات کا ایک ایک ذرہ اجتماعی قوت کے استحکام کا آئینہ دار ہے۔

جماعتِ امتِ محمدیہ کی اجتماعی اصلاح کے لئے ہمیشہ سرکف کو ششیں عمل میں لاتا رہیگا، مسلمانوں کو **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا** کا جھنڈا بسرِ سابق از سرِ نو یاد دلانا اُسکا اہم ترین مقصد اور حقیقی مطلب نظر ہے۔ اس مقصد کی جدالت اس غایت کی تباہت اور اس نصب العین کی اہمیت کا اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قدوۃ الکاملین زبدۃ العارفین عالیجناب حضرت مولانا حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری مدظلہ العالی نے اس کی سرسختی منظور فرمائی، اسکی توسیع اشاعت میں انتہائی انتہاک کا مسلسل ثبوت دیا، حضرت اقدس و اعلیٰ کی توجہ گرامی کی اس سے زیادہ روشن دلیل کیا ہوگی کہ آپ ہمیشہ جماعت کی اشاعت کے متعلق متفاسق فرماتے رہتے ہیں، اسکے علاوہ آپ کے صاحبزادگان بلند قدر بھی اسکے خریداروں کی تعداد بڑھانے میں سعی بلین عمل میں لاتے رہتے ہیں اور ان کی جانب سے ہر جہت میں اس رسالے کے معاونین میں معقول اصناف ہوتا رہتا ہے، چنانچہ اس جہت میں بھی ناظرین کرام کسی دوسری جگہ ان اصحاب کے اسماء گرامی ملاحظہ فرمائیں گے جو عالیجناب ملربقیت، آپ حضرت مولانا صاحبزادہ سید نور حسین شاہ صاحب سلمہ ربکے کے ایماء سے جماعت کے معاونین میں شامل ہوئے ہیں۔ بہر کیف حضور اقدس قبلہ عالم و عالمیان محدث علی پوری کی انتہائی توجہ اور شہزادگان و الاتباء کی مساعی جیسلمہ سے یہ امر پایہ ثبوت تک پہنچ گیا کہ جماعت کی توسیع اشاعت اپنے اعلیٰ اغراض و مقاصد کے اعتبار سے زمانہ حال کی بہترین دستی ضروریات میں سے ہے، اس ناظرین کرام و معاونین عظام کی حمت اسلامی سے ہمیں یہ توقع ہوتی چاہئے کہ وہ اس ضروری رسالے کی اشاعت میں تامل و تردد سے بچیں، فرمائیں گے اور کم از کم اپنے اپنے حلقہ اثر میں سے پانچ پانچ خریدار ہم پہنچا کر ایک طرف تو اپنا مذہبی و ملی فرض ادا کریں گے اور دوسری طرف اعلیٰ حضرت مدد و ح کے منشاء مبارک کو پورا کرتے ہوئے سعادت دارین سے بہرہ اندوز ہونگے۔

من آنچه شرطِ بلاغ است باتو می گویم
تو خواه از خنم پندگی سرخواہ ملال

جن حضرات نے اب تک "جماعت" کا سالانہ چندہ نہیں بھیجا وہ اب ازراہ کم تین روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج کر دوسرے اجاب سے بھی چندہ وصول کر کے بھیجائیں۔ (دینجر)

زمرہ نعت

اے خاتمِ اعجازِ رقمِ قصہ ہے کیا آج
کس وادیِ ایمن کی طرف رُخ ہے ترا آج
ہر رشتہ ترا تاب میں ہے غیرتِ اختر
ہر نقطہ ترا نور میں ہے مہ سے سوا آج
ہر دائرہ خورشید سے بڑھ کر درخشاں
ہر تیری کشش میں ہے شعا غوثی ضیا آج
ہے کاہ کشاں سطرِ قوافلِ ثریا
اک نور کی تصویر ہے تو نامِ حسد آج
منظور ہے کس مشرقِ انوار کی توصیف
ظاہر ہے تری چال سے اک صدقِ صفاء آج
پابندِ انا مل تیری رستہ ہو کیونکر
آندازِ طیش ہیں ترے کچھ برقِ نما آج
محمور مئے وصفِ نبی ہو نہ کہیں تو
کہتی ہے یہ مجھ سے تری مستانہ ادا آج
اس راہ میں ہاں روحِ قدسِ خضر ہر تیرا
جس درجہ تجھے ناز ہو بیشک ہی بجائے آج

ممدوح جو تیرا ہے وہ پیارا ہے خدا کا

اُس کا ہے سہارا تو سہارا ہے خدا کا

وہ فخرِ عرب شاہِ سوارِ مدنی ہے
دنیا اُسی محبوب کی خاطر سے بنی ہے
ہاں عالمِ و آدم سے ہے برتر نسبِ اسکا
کیا شان ہے کیا مرتبہ اللہ غنی ہے
انگلی کے اشارے سے کیا شوقِ فقر کو
گردوں نے کہا خوب یہ ناوکِ فگنی ہے
معراج میں ارشاد ہوا حق کی طرف سے
چھوڑو بھی تکلف کہ دم ہم سُخنی ہے
دنیا میں جو ہے ظلِ خدا وہ تنِ اطر
سایہ چمنِ خلد میں سر و چمنی ہے
ہو اُسکی اگر دولت دیدارِ میسر
پھر بیچ یہ سب دولتِ دنیا کی دنی ہے

سعی و کوشش سے کام کرینگے اور مخالفین حق کو راہ راست پر لانے میں کامیاب ہوں گے۔
انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) علاقہ پہاڑی پچھانکوٹ وغیرہ کی طرف صوفی محمد الدین صاحب کو امیر وفد بنا کر بھیجا گیا ہے جو علاقہ مذکور میں بطریق احسن اشاعت اسلام کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ خداوند کریم ان کو بیش فیوتوحات عنایت فرمائے۔ آمین۔

(۳) علاقہ کو د مری ضلع راولپنڈی کی طرف مولوی عبد المجید صاحب سابق انسپکٹر مدارس انجمن خدام الصوفیہ کو مقرر فرما دیا ہے جو مجدد اللہ نہایت محنت سے مصروف کار ہیں۔

(۴) پیرزادہ دلی اللہ صاحب مجددی ناظم بزم تبلیغ گو جرانوالہ کو امیر وفد کر کے برساتہ جموں پہاڑی علاقہ کی طرف سے خاص کشمیر میں آریوں کی ریشہ دوانیوں کے مٹانے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ پیرونی اللہ صاحب کشمیری زبان سے بخوبی واقف ہونے کے علاوہ آریوں کے ہتھکنڈوں کو توڑنے میں کامل جہارت رکھتے ہیں خدا تعالیٰ نصرت و کامیابی عطا فرمائے
اعلیٰ حضرت قبلہ عالم کی طرف سے یہ سترھواں وفد ہوگا۔

(۵) میدان ارتداد اگرہ، متھرا وغیرہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی طرف سے جس عمدگی خوبی اور سرگرمی و سعی سے کام ہو رہا ہے وہ انہر من الشمس ہے اب حضور کی طرف سے اس میدان میں اٹھارہواں وفد پہنچا ہے جس میں امیر و فد تاج محمد خان صاحب، منشی مراد علی خان صاحب، منشی عالمگیر صاحب ایسے راجپوت مبلغ روہتک کے علاقہ کی طرف سے تشریف لے آئے ہیں جنکو مختلف علاقہ لائے ارتداد میں درس و تدریس کے کام پر متعین کیا گیا ہے۔ ہم اعلیٰ حضرت علیہ دار شریعت مجدد وقت عالی جناب شاہ صاحب علیپوری کی درازی عمر کے واسطے دعا کرتے ہیں اور حضرت موصوف کی ہمت و ہستقلال اور استقامت پر سچے دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ توفیق ایزدی ہر حال میں حضور کے شامل حال رہے۔

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار
ع این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باو۔ ۴

(محمد حفیظ الدین روہتکی ناظم وفد جماعت اگرہ)۔

ہی خواہن جماعت، رسالہ کی توسیع اشاعت کا موضوع اوافر مکر مشکور فرمادیں۔ (منبر)

اتفاق

مبلغ اسلام مولانا مولوی محمد نعیم الدین صاحب فاضل مراد آبادی کلمہ مجزئہ رقم سے

مسلمانوں کی حالت موجودہ اور حاضر الوقت تباہی کے اسباب دلو اعث کی تشخیص میں چارہ گروں کی شکایں نار سا اور ذہن منتشر ہیں اور وہ قریب تین اور ظاہر و بد ہی اسباب سے نظر بٹا کر نگاہ دور بین سے کام لے رہے ہیں اس کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے مہینے کی پہلی شب کو چاند کا تلاش کرنے والا سر اوپن کر کے وسط آسمان میں ہلال کی جستجو کرے اور بغور دیکھنے کے بعد بھی ناکام رہے باوجودیکہ چھلتا چاند اُسکی آنکھوں کے سامنے موجود ہے یہی حال ہمارے طبیبوں اور ہماری کشتی کے ناخداؤں کا ہے کہ وہ علت مرض کی جستجو میں مترلوں آگے نکل گئے ہیں اور وہاں اپنی باریک بینی سے اسباب تباہی کی تلاش کر رہے ہیں دور پہنچ جانے کی وجہ سے اصل سبب کا ہاتھ آتا تو متعذر رہے لامحالہ واہمہ کی مدد سے دوسری چیزوں کو اسباب تصور کر لیتے ہیں جس طرح کولمبس ہندوستان کی جستجو میں بہت دُور نکل گیا اور سودا امریکہ دیکھ کر اُس کو اندیسا کہہ اٹھا جب تک کسی مرض کے اسباب صحیح طور پر تشخیص نہ کئے جائیں اُس کا علاج دشوار ہی نہیں بلکہ محال ہے اگر طبیب نے غلطی سے اعراض کو اسباب قرار دے لیا تو خواہ وہ کتنی ہی دماغ سوڑی کرے اپنی تجویز سے کوئی نتیجہ نہیں نکال سکتا نہ وہ تدریجاً صحیح تدریک ہی جاکتی ہے درحقیقت ہماری تباہی و بربادی کا سب سے بڑا سبب اُسی دولت و نعمت اُسی متاع و سرمایہ کا کھو بیٹھنا ہے جو ہماری ترقی کا سب سے بڑا سبب تھا وہ اصول دلائل جو ہمارا دستور العمل تھے اُن سے آج ہم نا آشنا ہیں وہی ہماری حیرت انگیز ترقی کا راز تھا اُسی کو ہم فراموش کر کے دوسری چیزوں کو اسباب خوار سی قرار دے رہے ہیں تاوقتیکہ ہم اصل سبب کا پورے طور پر اور اک نکر لیں ہمارا حالت سابقہ پر عود کر آنا ناممکن ہے ہم نے نہایت خوار سی اور شکستہ حالی سے شریعت اسلامیہ کے سایہ میں ترقی کی اور ایسی ترقی کی کہ غریبوں کو اُسپر رشک و حیرت ہے تاریخ کے صفحات اُسکی مثال پیش کرنے سے عاجز ہیں لیکن آج ہمارا طرز زندگی بالکل بدل گیا اور شریعت مطہرہ کے اصول و قوانین کی پابندی ہم نے چھوڑ دی اُسی کا نتیجہ شرہ اور خراب نتیجہ ہے جو ہم برداشت کر رہے ہیں شریعت اسلامیہ کا مقصود نفوس کو روائے سے

جو شخص نہیں خاک نشین در حضرت
 کہد و کہ جنم میں جگہ اسکی بنی ہے
 آنکھیں ہوں قدم اور رہ وادی تیرے
 اب ہے یہی مقصود یہی دل میں ٹھنی ہے
 انجام ہو جبکہ در حضرت پر رسانی
 کس درجہ مبارک وہ غریب الوطنی ہے
 ہاں قافلہ اس راہ میں اے تارِ نفس ہو
 اے نالہ دل مرے لٹی باتِ گبر جس ہو

ہے کعبہ ایمان زرخ نیکوئے محمد
 محراب ہے طاقِ خم ابروئے محمد
 نور شید رسالت ہے اگر چہرہ انور
 تارِ خطِ خورشید ہے ہر موئے محمد
 تھے حضرت موسیٰؑ بھی سر طور تجلی
 پروانہ شمعِ نوح نیکوئے محمد
 بے وجہ یہ گو گو نہیں قمری کی زباں پر
 ہے شیفۃ قامتِ دلجوئے محمد
 کچھ خضر کی حاجت نہیں تیرے سفر میں
 کرتی ہی یہاں راہبری بوئے محمد
 قیصر سے سوا اُس کے غلاموں کا ہر درج
 سلطان ہے در یوزہ گر کوئے محمد
 تھی چاروں طرف نرمی گفتار کی شہت
 مرغوبِ خلائق تھی عجب خوئے محمد

جس درجہ کروں فخر عزتِ آج بجا ہے

مدا حی احمد کا شرف مجھ کو ملا ہے

رباعیات

دریلئے طریقت کا نہ ساحل ہے نہ نقصاء
 گر داب میں بیتاب ہو اذل و اللہ
 کہتا ہوں یہی رو بہ علی پور عزیز
 اے شاہ عطا شمار مشیت اللہ

منور طریقت کے ہیں مہر اور مر
 برستے ہیں انوارِ رحمت کے واللہ
 عزیز اور اس سے ہو کیا خوش نصیبی
 کہ رہبر ہیں اپنے جماعت علی مشہد

اعلیٰ حضرت محدث علیہوی کی گزشتہ

علاقہ ارتداد میں اراکینِ فود کی روانگی

سوامی شروع ہندو اور اسکے چیلوں نے شرمی کے متعلق جو فتنہ ارتداد شروع کر رکھا ہے اہل اسلام کو اس سے ہرگز بد دل نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس سے خوش ہونا چاہئے کہ انہوں نے خفستہ مسلمانوں کو میدانِ گردبا اور وہ انداد فتنہ ارتداد کی طرف اس قدر متوجہ ہوئے کہ صرف ایک سال میں ہزار ہا مرتبہ مشرف بلہ اسلام ہوئے اور دن بدن صد باغیر مسلم حلقہ اسلام میں داخل ہو کر پابندِ محوم و صلوة ہو رہے ہیں۔ اعداد و شمار کے لحاظ سے صاف ظاہر ہے کہ گزشتہ چند سالوں کے عرصہ میں اس قدر غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام نہیں ہوئے جتنے اس ایک سال میں ہوئے الحمد للہ علی ذلک ع خدا شکرے برا یگز و کخیرے مادرال با مشد

ہر ایک اسلامی انجمن نے کم بیش اس کا بخیر میں حسب استطاعت حصہ لیا اور ملے رہی ہیں مگر جتنی محبت و کوشش اور جہاں نشاری اعلیٰ حضرت علیہ دار شریعت و طریقت مجدد وقت قدوہ الکاملین رئیس المتحین مولانا حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ حنفی نقشبندی علی پوری ادا م اللہ فیوضہم و برکاتہم نے کی ہے اس کی نظیر عہدِ حاضر میں محال ہے۔ چنانچہ ہم کتابوں میں پڑھا کرتے ہیں کہ متقدمین صوفیائے کرام کی برکت و توجہ سے اسلام نے پرورش پائی اور شاہِ انداز ترقی کی۔ اب متاخرین میں اعلیٰ حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی کے نمونہ سے مخالفین کا یہ اعتراض بالکل بے بنیاد اور بہتان ثابت ہو رہا ہے کہ اسلام بزر و شمشیر پھیلا ہے بلکہ اسلام حقانیت کی برکت اور ایسے مقدس نفوس کی توجہ سے دنیا میں ترقی کرتا رہا ہے اور اب بھی کر رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ برابر کرتا رہیگا۔

کشمیر میں وفد تبلیغ (۱۱ مئی ۱۹۲۹ء) و فود اعلیٰ حضرت قبلہ عالم مدظلہ نے کشمیر میں روانہ فرماؤ تھے جو نہایت قابلیت سے کام کر رہے ہیں۔ اب حضرت مجددی نے یہ خبر سُن کر ریاست پونچھ علاقہ کشمیر میں بھی آریہ سماج کے کارکن مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے چلے گئے ہیں جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب ایف اے کو جو اس علاقہ کی زبان اور وہاں کے اہل اسلام سے بخوبی واقف ہیں اپنی طرف سے مجاز کر کے اور امیر وفد بنا کر بھیج دیا ہے امید ہے کہ مولوی محمد ابراہیم صاحب خاص

پاک کرنا اور محاذ کو کامیاب بنانا ہے لیکن اُس کے زرین اصول ایسے نفیس اور پاکیزہ ہوں
 ہیں جنہیں کار بند ہونے سے دین و دنیا دونوں میں بہبودی حاصل ہوتی ہے بلکہ دنیا بھی دین
 بخاتی ہے اگر کسی کو یہ خواہش ہو کہ وہ اعلیٰ درجہ کی زندگی حاصل کرے تو اُس کو چاہئے کہ وہ
 شریعت کے آئین اختیار کرے آج ہمارا طرز معاشرت یہیں اعلیٰ سے اعلیٰ قیمتی لباس کی رغبت
 دلاتا ہے اعلیٰ سے اعلیٰ مسکن کی ضرورت تسلیم کرتا ہے اور یہ بات یہاں تک مرکوز خاطر لگتی
 کہ اسی کو عزت کا دار مدار سمجھ لیا گیا ہے اس کی بے شمار نظیریں ملیں گی کہ ہم اپنے بدن کو ڈکنوں
 کے لئے باد صفت استطاعت قرض لینے پر مجبور ہوتے ہیں اور اودھار کے کپڑے سے شخی
 بگھار کرتے ہیں کوٹھیاں اور عمارتیں تعمیر کرتے ہیں اور انہیں کو کسی نہ کسی کے پاس مکھول
 کر دیتے ہیں ہم نے اپنی عزت و آبرو کے لئے جو کوٹھی بنائی ہے ایک روز وہ نیلام ہوتی ہے
 اور ہم نے جو کپڑا زیب تن کیا ہے وہ ہم کو اپنوں بیگانوں کے تقاضوں کی سختی برداشت کرنا
 عادی و نوکر بنا دینا ہے ہماری جان طلبی اور خود نشانی کا مال ذلت و خواری ہے شریعت مہل
 نے ہمیں یہ نہیں بنایا کہ قیمتی کپڑوں اور بلند عمارتوں سے تمہاری عزت ہو نہ مل سکے تو قرض لو
 تو زمین بھی شوار ہو تو سود و سود گوارا کرو بلکہ ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ عزت کا دار لباس فاخرہ او
 سامان پر بہار پر نہیں ہے پیکامومن (خدا شناس) ہو جانا سب سے بڑی عزت ہو انتم کا علو
 ان کستم مومنین کپڑوں کی عزت کپڑوں کے ساتھ اتر جاتی ہے کوٹھی اور باغ سے جو آبرو جو
 دوا نہیں کے ساتھ نیلام ہو جاتی ہے اتر نیوالی عزت اور نیلام ہونے والی آبرو نہ عزت ہو
 نہ آبرو آبرو تو وہ ہے جو علم و ادب سے حاصل ہوتی ہے تہذیب و شائستگی کا لباس قابل
 فخر ہے منانت و سنجیدگی کے سامان ذریعہ آبرو ہیں خصائل پسندیدہ اور اخلاق حمیدہ مثلاً
 عزت ہیں حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں انما الفخر بعلم و ادب کا بمال و حسب حدیث
 شریف میں ارشاد ہوا اطلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ یعنی تحصیل علم ہر مسلمان
 پر فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مہلہ کا منشاء ہے کراہ
 سلام میں کوئی جاہل نہ رہے جاہل خواہ کیسا بھی خوش لباس ہو نظر عزت سے نہیں دیکھا
 جاتا اُس سے جاہلانہ اقوال و خصائل ضرور اُس کو ذلیل کرتے ہیں

سفلہ خوش پوش رابر فرش عزت جاؤ کفش گر زریں بود بالائے سرتواں نہاد
 اخلاق ذمہ اور عادات ناشائستہ کی بدوقتیتی اور خوشنما لباس سے نہیں چھپ سکتی۔

عادات اگر قبیح ہیں باطن اگر تاریک و ناپاک ہو تو بیرونی زینت بیح بلکہ طلا بردیوار پامٹخانہ ہو
شریعت مطہرہ نہیں گوارا کرتی کہ اہل اسلام کا کوئی فرد بھی بے علم ہو۔ کپڑے اگر موٹے کم قیمت
ہیں لباس اگر ادنیٰ بلکہ پھٹا ہوا ہے۔ مکان اگر خس پوش اور خام ہے تو پردہ انہیں میگیں ذی علم
شائستہ ہواؤں کے ملکات فاضلہ اور عادات شریفہ کی خوشبو قرب و جوار میں پھیلے ہمایا
کے دماغ اُس کے اخلاق کی عطر بیزی سے معطر ہوں۔ مسلمان اگر شریعت کے اصول پر کار بند
ہوں تو اُن میں جاہل کا نام نہ ہے۔ ہر فرد شائستہ متین سنجیدہ نظر آئے اور جب مسلمانوں کی
ترقی کا زمانہ تھا اور مسلمان اپنی قومی حیات اور اپنی برتری کی علت اتباع شریعت کو سمجھتے تھے
اُس زمانہ میں ہمارا بچہ بچہ علم کی دولت سے بہرہ اندوز تھا اور اُن کے اخلاق و عادات سے خجیدگی
کی شان ظاہر تھی دنیا اُن سے تہذیب کا سبق لیتی تھی اور وہ اپنے طرز عمل سے تمام جہان کیلئے
نشانی کی شاہراہیں بناتے تھے خواجہ نظام الملک طوسی طبقہ وزرائیں ایک مشہور ممتاز شخص
ہے اس نے اپنے زمانہ وزارت میں مختلف بلاد و امصار کو علم کی روشنی سے جگمگا دیا اور جا بجا
بڑے بڑے دارالعلوم قائم کئے جن کی حیثیت دکھانے کے لئے ہر ایک کی توصیف میں مہسوط
تخریر کی ضرورت ہے۔ مگر اس سے آپ کچھ اندازہ کر سکتے ہیں کہ امام غزالی اور شیخ سعدی رحمۃ اللہ
علیہما اُن درس گاہوں کے طالب ہیں علماء کی جو قدر و منزلت اُس زمانہ میں کیگئی اور اُن کی سزا
و شہرت کا محفوظ رکھنا مسلمانوں کی مذہبی اور قومی زندگی کے لئے جس قدر ضروری سمجھا گیا وہ تاریخ
دانوں سے پوشیدہ نہیں اور اُس کے مفصل بیان کے لئے فرصت درکار ہے مجھ صرف یہ
گزارش کرنا ہے کہ اس ایک وزیر نے اپنی عہد وزارت میں چالیس یا اس سے زیادہ بڑے بڑے
دارالعلوم کھولے جنہر سلطنت کا اور خود خواجہ کی جیب خاص کا بے شمار روپیہ خرچ ہوتا تھا ایک
مرتبہ حریفوں نے خواجہ کا وقار کم کرنے کی غرض سے بادشاہ سے یہ کہا کہ خواجہ نظام الملک نے اپنے
عہد وزارت میں جو کوئی نمایاں کام کیا ہے وہ علماء اور طلباء کا اثر دھام ہے جس قدر روپیہ اُس
ان بیکار عناصر کے جمع کرنے میں خرچ کیا ہے اگر فوج بھرتی کرنے میں صرف کیا جاتا اور جو
وقت ان مدرسوں کے نظام درست کرنے میں ضائع کیا گیا ہے اگر لشکروں کی تربیت کے
کاہ میں آتا تو آج سلطنت کے حدود آٹھ گونے وسیع ہو چکے ہوتے اس بات کی ظاہری چکڑ چک
اور ملک و مال کی طمع نے ملک شاہ سلجوقی کے دلیں جاگی اور یہ خیال اُس کے دل میں جاگزیں
ہوا چنانچہ اُس نے خواجہ نظام الملک سے اس کی شکایت کی خواجہ نے اس کے جواب میں کہا کہ میں تو

بوڑھا آدمی ہیں اگر مجھے بازار میں بیچنے کے لئے بھیجا جائے تو ایسے مجھے غلام کو کوئی پانچ دینار
 میں بھی نہ خرید لے گا البتہ تو نو جوان ترک ہے تیری قیمت تیس دینار مل سکتی ہے پھر مجھے وزارت
 اور تجھے سلطنت خداوند عالم نے محض اپنے کرم سے عنایت فرمائی تو میرا اور تیرا فرض ہونا
 چاہئے کہ شکر نعمت بجالائیں اور مخلوق خدا کو جہل کی تاریکی سے نکالیں جس سے تمام انسانی نعمتیں
 ضائع ہو جاتی ہیں پس وہ فوج بھرتی کر رہا ہوں جو عاقبت تک کام دے خواجہ کی راست بازی
 اور اس کے صدق بھرے الفاظ کا ملک شاہ کے دل پر یہ اثر ہوا کہ وہ بے اختیار رو دیا اور خواجہ
 سے کہنے لگا کہ اے باپ جب قدر ممکن ہو ایسی فوج اور زیادہ بھرتی کر خواجہ نظام الملک نے
 اس کے بعد اپنے طرز عمل سے اور مشکل موقعوں پر دشوار استخاؤں میں ثابت کر دیا کہ وہ اپنی رائے
 میں صائب اور اپنے طرز عمل میں حق کا بجا نہیں ہے مجھے صرف یہ دکھانا مقصود تھا کہ مسلمانوں
 کی ترقی کا زمانہ اتباع مشرع کا زمانہ تھا اور انہوں نے اس اصولی زندگی سے یہ فائدہ حاصل
 کیا تھا کہ علم عام ہو گیا تھا اور علمی روشنی ہر دماغ میں اپنا کام کر رہی تھی اس کے مقابلے میں آج
 جہل و ناشائستگی ہماری خاص علامت ہو تو میں کی قومیں اور قبیلے کے قبیلے اس وقت مسلمانوں
 میں ایسے موجود ہیں جن کا ایک فرد بھی حرف شناس نہیں اور جسکے دماغ علمی نقوش سے بالکل
 سادہ ہیں یہی اور سبھی زندگی بسر کرتے ہیں مشاکلت صورتی کی وجہ سے مجازاً ان کو انسان
 اور مسلمان کہہ سکتے ہیں کلمہ کا صحیح تلفظ اور اُسکے معنی کا تصور ان کے لئے ایک اجنبی چیز ہے
 اس سے قلع نظر مسلمانوں کی عام حالت ان کی بے علمی کی شہادت دیتی ہے اور روزمرہ عجب
 عجب جگر خون کن نظارے آنکھوں کے سامنے آیا کرتے ہیں کتنی دولتیں کتنی جائدادیں اس لہجہ
 کے ہاتھوں تباہ ہوئیں کتنے جانیں کتنے دل و دماغ روزمرہ اس کی بدولت ضائع ہوتے رہتے
 ہیں اگر آج ہم شریعت اسلامیہ کو اپنے لئے واجب الاتباع بنالیں اور اس سے عدول و انحراف
 سب سے بڑا جرم سمجھ لیں تو جہالت کا پتہ دلشادانہ نہ رہے اور اسلامی دنیا علمی روشنی سے چمک
 اٹھے اور دنیا کی اقوام کے سامنے اسکو عزت و وقار حاصل ہو علم کے لئے کسی خاص زبان یا
 خاص امتحان کی ضرورت نہیں ہے ہر ہنر اپنی قدر ضرور کر لیتا ہے معلومات خواہ کسی زبان میں
 حاصل کئے جائیں کوئی امتحان دیا جائے یا نہ دیا جائے ساری ٹیکٹ ملے یا نہ ملے علم سے جو نفس کو
 شائستگی اور اخلاق کو ہندیب جہل ہوتی ہے وہ خود انسانی عزت کا مستحق بنا دیتی ہے اور پھر
 عام قومی حالت اگر اپنے ساتھ علمی حیثیت رکھتی ہو تو اور بھی زیادہ نیچے خیزا دہ باعث عزت ہے

یہ ایک نمونہ دکھایا گیا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ ہمیں بہیمیت اور سببیت کے نامہوار میدان سے نکال کر انسانیت کی بلندی پر پہنچانا چاہتی ہے اور اُسکے آئین و اصول مسلمانوں کی باعزت زندگی اور دارین کی بہبودی و کامیابی کے کفیل و ذمہ دار ہیں حقوق کی تعلیم میں مناصب و مدارج کا لحاظ اور حفظ مراتب اور آدابِ شریعت مطہرہ نے ایسے طریقہ پر سکھائے ہیں کہ ان پر عمل کرنے سے مسلمانوں کی جنگ و جدل کا خاتمہ ہو جائے جس نے گھر کے گھر ویران خاندان کے خاندان تباہ ملک کے ملک برباد کر دیے ہیں آج اگر ایک گھر کے لوگ اسلامی تعلیم کو اپناتے دستور العمل بنائیں تو بہت بعید ہے کہ کسی باپ بیٹے میں بھائی-بھائی میں زن و شوہر میں عزیز و اقارب میں کسی قسم کی کشیدگی پیدا ہو سکے۔ اور اگر شاذ و نادر کسی غلط فہمی یا غلطی سے کبھی کوئی رنجش پیدا بھی ہو جائے تو وہ انہیں اصول سے باآسانی سلجھ سکتی ہے۔ غرض کہ اسلام انسان کو پر لطف اور کامیاب زندگی عطا فرماتا ہے۔ اور حیات کے ہر شعبہ میں اس کی اعانت و امداد کے لئے دستِ کرم دراز رکھتا ہے آج مسلمان مسلمان بنیں اور اسلامی اصول کو اپنائیں بنائیں تو مشرق و مغرب کے دونوں آشناسلمان ابھی حقیقی برادر اور ہمدرد و شفیق بھائی نظر آئیں گے اسلام یہ تہذیب نہیں سکھاتا جو آج یورپ میں رائج ہے کہ اگر دو شخص ایک درجہ میں سفر کریں اور ہمینوں ساتھ رہیں تو جب تک تیسرا دونوں کا واقف کار تعارف نہ کرے ایک دوسرے کے نام و نشان سے واقف نہ ہو سکے۔ دو بے تعلق پتھروں کی طرح اپنی اپنی جگہ پر خاموش بیٹھ جائیں گویا کہ ان میں کسی قسم کا ارتباط و محابست ہی نہیں جنسیت اور نوعیت کے روابط کا بھی اس تہذیب نے خون کر دیا اسلام کی تعلیم یہ ہے سلم علی من عرفہ و علی من لا تعرفہ۔ آشناسنا آشنا ہر شخص کو سلام کرو یہ کلام کا فتح الہاب ہو کلام کر دو تو کشادہ روئی سے تبسم کرتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہنارسی محبت اُسکے دل میں اتر جائے اس پاکیزہ تعلیم نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک رشتہ میں مربوط کر دیا ہے اسلام سے پہلے عرب کے خونخوار قبائل صد ہا سالہ جنگ کی استوار بنیادیں قائم کرتے تھے اسلام نے ان کو بن و بنخ سے برکنہ کر کے اخوت و محبت ہمدردی و غم خواری کی بنائیں مضبوط کیں اور ایک بدن کے اعضاء کی طرح سب کو باہم متحد کر دیا کسی طبقہ کا مسلمان ہو و سکر مسلمان کے ساتھ ایک پیالہ میں ہاتھ ڈال کر کہا جاسکتا ہے۔ ایک گدائے بینوایا ایک شہنشاہِ ذی حشم کے پہلو پہ پہلو کھڑا ہو کر اپنے پروردگار کی عبادت کرنا ہے کسی قسم کا فرق کوئی امتیاز نہیں ہے محلہ کے لوگوں کو مسجدوں میں پانچوں وقت جمع ہونے

اور ایک تحریر کیساتھ شریک ہو کر نماز پڑھنے اور ایک دوسری حالت سے آگاہ ہونیکا موقع دیا جاتا ہے جمعہ کے روز جامع مسجد میں شہر کے کثیر اشخاص کا ہفتہ دار اجتماع برادرانہ محبت کو تازہ کرتا ہے عیدین اور حج کے اجتماعوں میں دور دراز کے مسلمانوں سے ملنا اور رشتہ محبت کو مضبوط کرنا کا موقع ملتا ہے ہر برادر ایں اتحاد و اتفاق کی رعایت ہی اور شریعت طاہرہ نے وہ اصول مقرر فرمائے ہیں جن پر کار بند ہونے سے شیرازہ اجتماع ہرگز درہم نہ ہونے پائے و اعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا و اذکر و النعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء خالف بین قلوبکم فاصبحتم منہم اخوان انفس آج ہم اتباع شرع چھوڑ دینے کی وجہ سے اس دولت سے محروم ہو گئے اور ہمارا ضرب المثل اتفاق و اتحاد یکدلی و یک جہتی بغض و عداوت کہینہ و حسد و خونخواری و ایذا رسانی کے ساتھ مبدل ہو گیا ہے اب بجائے اس کے کہ ہم کسی بھائی کے درد سے متاثر ہوں راحت سے خوش ہوں اس حالت پر پہنچ گئے ہیں کہ ہمیں اپنے بھائی کی تکلیف سے خوشی راحت سے رنج ہوتا ہو اسکی عزت و وجاہت اسکی دولت و شہمت ہمارے لئے سب سے بڑا غم ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ ہماری قوتیں آپس میں کام آتی ہیں اور ہم اور ہمارا بھائی جس کو ہم نادانی سے دشمن کے لقب سے ملقب کرتے ہیں دونوں تباہ ہو جاتے ہیں اس طرح گھر تباہ ہو گئے قبیلے نیست و نابود ہو گئے سلطنت تاخت و تاراج ہو گئیں دنیا کی نگاہوں میں ہم ذلت کے ساتھ دیکھے جانے لگے عزت و اقبال نے ہم سے کنارہ کیا لیکن ابھی تک ہماری وہی خصلتیں باقی ہیں کاش آج بھی ہمارے ہوش درست ہوں اور ہم شریعت مطہرہ کے اصول کو اپنائیں بنائیں مسلمان بنیں اور مسلمانوں کی سی زندگی بسر کریں تو ہماری کھوئی ہوئی دولت ضائع کی ہوئی عزت ہمو واپس مل سکتی ہے اور اسلام ابھی ہماری دستگیری کر کے ہمیں قعر مذلت سے نکال کر اوج عزت پر اٹھاتا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ** **اصْنُوا صِلَاتٍ** یا اللہ دس سو بار اللہ ہماری عزت و حرمت اتباع شرع پر موقوف ہو اور ہمارے ہر سود و بہود کا دین داری پر مدار ہے۔ جب تک ہم اسلامی زندگی بسر کرتے تھے دنیا کے لئے نظیر و مثال تھے جب سے مذہب کے ساتھ جھینے بے پروائی کی ہم ذلیل و خوار ہو گئے۔

برادران اسلام! پھر کھوئی دولت حاصل کیجئے پھر شریعت طاہرہ کے احکام کو اپنا دستور العمل بنائیے اور اپنے اعزہ و اہباب کو متبع شرع بنانے کی زبردست کوششیں عمل میں لائیے۔

خورشید رسالت

ان جناب خواجہ دل محمد صاحب ایم اے پروفیسر اسلامیہ کالج - لاہور

لے چل تو اڑا کر مجھے آفاق سے بالا
لکھ لاؤں میں از حاشیہ عرش معلیٰ
روح القدس اے طائر گلزار قدامت
کس وقت سرواج پہ انڈیا کا چمکا
جس دم سرفاران پہ ہوا آکے ہو ہدا
سارے عربستان پہ ہوا نور کا جھلوا
ہسپانیہ سے چین تک پھیل گئے سب
ظاہر ہوا اک شوکت اسلام کا جھلوا
آکعبہ کے مندر میں وہ اک دھونی رمانی
مانتے پہ لگایا الف اللہ کا ٹیکا۔
مکہ سے بھی آکے وہ اک فیض کی گنگا
غوش کام اسی جل سے ہوئے مومن و ترسا
جوں جل سے عمل کھینچ کے لائے دل دشمن
شق چاند ہو انگشت سے کر دی جو اشارہ
گو بچ اٹھا جہاں نام خدا۔ نام خدا سے
سجدہ میں گرے بت مع گنگو رہ کسری
یہین کی دستار پہ طہ کا وہ طہرہ
کاندھے پہ عیاں ختم رسالت کا دعویٰ
شفقت کی نظر ہو میری آقا میرے داتا
ڈھونڈے جو تیرے نقش میں تو پایا
ہے جی میں کریشرب کی طرف چل کر ابا و دل
مجنوں کی طرح ڈھونڈے سب دادی و صحرا

اے شوق محبت
محبوب کی رحمت
تجھ کو بھی خبر ہے
خورشید رسالت
وہ بخشم سعادت
جاتی رہی ظلت
انوار حقیقت
المشد کی قدرت،
لے کا ندھے پمبلی
یعنی خط وحدت
زمزم ہوا پگھٹ
سچے اے امرت
باتوں کی صلاوت
ماحقوں میں یہ قدرت
ناقص وہ پچھو نکا
المشد رے ہیبت
لوا اک کا پھر چتر
وہ مہر نبوت
قربان تیرے میں
اک راہ حقیقت
اور باندھ کے کفنی
از جناب محبت

نماز کی حقیقت

از جناب مولانا صوفی ہمال احمد صاحب خفی نقشبندی الہ آبادی

الحمد للہ رب العلمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ
واصحابہ واهل بیتہ اجمعین ؑ

حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اسرار الصلوۃ میں فرماتے ہیں کہ نماز
کے فرائض جسے ارکان نماز کہتے ہیں سات ہیں اور اس کا اصلی سبب کہ نماز میں سات ارکان
کیوں مقرر فرمائی ہیں سوا حق سبحانہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا کیونکہ جو امور عبادات کے متعلق
میں اون میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ اگر حق سبحانہ تعالیٰ کسی کو محض اپنی عنایت خاص سے حکام
عبادات کے اسرار پر آگاہ ہی بخشے اور اس کی حقیقت اُسپر کھول دے تو یہ دوسری بات ہے اور
محض اس کے فضل و کرم سے تعلق رکھتی ہے اس قدر عرض کر دینے کے بعد گزارش ہے کہ
عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اس نے اپنی حکمت کاملہ کے رو سے تمام عالم کی بنیاد سات
چیز پر رکھی ہے۔ چنانچہ آسمان جن کی گردش سے بظاہر کارخانہ عالم تعلق رکھتا ہے سات ہیں اور
سیارے بھی سات ہیں یعنی وہ سیارے جو ہمیشہ گردش میں رہتے ہیں اور زمین جس پر موالید ثلاثہ
یعنی جمادات نباتات حیوانات کا قیام ہے اسکے بھی سات طبقے ہیں۔ اور زمین کا وہ حصہ
جو کرۂ آب سے نکلا ہوا ہے وہ بھی سات اقلیم پر منقسم ہے۔ اور انسان جسے چھوٹا عالم کہنا چاہئے
اس کے جسم کو بھی سات اندام پر منقسم کیا ہے اور اس کا باطن جو کہ عالم امر سے تعلق رکھتا ہے وہ بھی
سات لطایف رکھتا ہے اور آیام (روز) جس کے متعلق تمام دنیا کا کاروبار ہے وہ بھی سات ہی
ہیں اسی طرح نماز کو بھی حق سبحانہ تعالیٰ نے سات ایسے کنوئیں پر قائم کیا جنکے بغیر نماز نہیں
ہو سکتی وذلک تقدیر العزیز العظیم اور یہ خدا کے عزیز اور عظیم کا اندازہ ہے۔ لہذا جو شخص
اپنے ہفت اندام کی پوری پوری اصلاح کرتا ہے اور ہر قسم کی غلطیوں اور گندگیوں سے انہیں
خوب صاف کرتا ہے اور اپنی لطافت باطنی کو خیر خدا کے گزرگاہ سے پاک کرے۔ کہتا ہے حقیقت
میں اویسی کی نماز پوری اور کامل ہوتی ہے اور اگر ان میں سے کسی ایک میں بھی نقصان اور
فساد ہوگا تو جس طرح ارکان نماز میں شل پڑ جائے سے نماز باطل ہو جاتی ہے ویسے ہی اسکی

باطنی نماز بھی ناقص اور فاسد ہو جائیگی اور جیسا کہ نماز کے ارکان سات میں شرائط بھی سات ہیں بہت اندام (جسم ظاہری) کی ترتیب اور اون کی اصلاح کرنا شرائط نماز کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور ساتوں لطیفوں کو غیر مناسب خطروں سے پاک کرنا ارکان ہے۔

حق سبحان تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ ان الصلوٰۃ تنفی عن الفحشاء و المنکر کیا مطلب؟ یعنی نماز فحش باتوں اور منہیات سے باز رکھتی ہے۔ اور دوسرے مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم کرتا ہے اقم الصلوٰۃ لذكری اس سے صاف ثابت ہے کہ درحقیقت نماز بالطبیع گناہوں اور غفلتوں سے باز رکھتی اور حق سبحان تعالیٰ کے ذکر اور یاد میں مشغول کرتی ہے۔ اور یہ نماز ہی ہے جو تمام عبادتوں کی جامع ہے اور تمام طاعات سے افضل ہے اور جیسا کہ ظاہر ہی قرآن پڑھنا اور قبلہ کی طرف منہ کرنا نماز کے ارکان میں ہے ویسے ہی حقیقتوں کے مرتبوں میں حقیقت قرآنی کا مقام اور حقیقت کعبہ کا مقام حقیقت نماز کے اجزائیں سے ہے۔ نماز کا تعلق عالم امر سے ہے اور یہ فرشتوں کے کاموں میں سے ایک کام ہے اور اس کی اصل حق تعالیٰ کا اسم جامع ہے اور اس اصل کی اصل اللہ عز وجل کی صفت حیات ہے اور کوئی شخص اس لفظ اصل سے یہ خیال نہ کرے کہ یہ وہ اصل ہے جس کے مقابل میں لفظ فرع اور شاخ آتا ہے حاشا وکلاً بلکہ یہ وہ اصل ہے جو جز اور فرع کے اطلاق سے بالکل بے اثر اور پاک ہے لیکن اس وجہ سے کہ ہر مقام میں اس مرتبہ کے ساتھ جو اس مقام سے بندوبست ہے ایک نسبت اور مناسبت ظاہر ہوتی ہے اور وہ عالم مثال میں بنظر کشفی اصل اور حقیقت کے رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہے اور اس حیثیت سے کسی قسم کی تقسیم اس مقدس مرتبہ میں ثابت نہیں ہوتی جس طرح صفت حیات تمام اسموں اور صفتوں کی جامع ہے کیونکہ کوئی اسم و صفت اسکے بغیر وجود میں نہیں آسکتی ایسے ہی نماز کی حقیقت بھی تمام اعیان اور حقائق کی جامع ہے اور یہی سبب ہے کہ نماز ہر شخص پر فرض ہے اور اس کا بجا لانا سب کے لئے ضروری ہے کچھ حضرت انسان کی جماعت پر یہ امر موقوف نہیں ہے بلکہ تمام مخلوقات کو سوا نماز کے کوئی چارہ نہیں ہے اگرچہ کامل اور پوری پوری نماز صرف کامل انسان کے حصہ میں ہے لیکن کوئی نکوئی حصہ اور بہرہ ارکان نماز میں سے اون تمام چیزوں کو حاصل ہے جو اسمائوں اور زمینوں میں ہیں مثلاً سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے اور اکثر آدمی اس جلیل جل شانہ کا سجدہ بھی لاتے ہیں اور اس رکن کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں جیسا کہ خود اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے الحمد للہ

یسجد لمن فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والمجبال والشجر
والدواب وکثیر من الناس چونکہ وجدانی نظریں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی اصل الاصل
صفت حیات ہے اور صفت حیات تمام اسموں اور صفتوں کی جامع ہے اور سب سے بلند اور
بالا ہے اس وجہ سے اور دوسری اسمائے الہی کو بھی اس کی تبعیت ضروری ہے لہذا انہیں
بھی نماز سے منفر نہیں اور اس کی نماز کیا ہے؟ ذات قدسی سمات کے جانب رجوع کرنا حدیث
قدسی تھ یا محمد ان ربک یصنیٰ یعنی امی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ٹھہر و تحقیق کہ تمہارا رب
نماز پڑھتا ہے اسی کی خبر دیتی ہے اور کوئی شخص لفظ صفت حیات سے اس مرتبہ مقدس کوشل
اپنی زندگی اور حیات کے زقیاس کرے یعنی اپنی زندگی پر قیاس کرے کہ یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اس کی
زندگی بھی ایسی ہی ہے کیونکہ اس حیات کے مقابلہ میں سمات ہے اور اس زندگی کے لئے موت
ہے اور وہ حیات خدا اور نفیض اور مقابلہ سے پاک ہے دھوا لچی القیوم جس کا قدم امامت کو
منصب پر پورے طور سے قائم ہے اس کو حقیقت نماز سے کمال حصہ ملتا ہے اور جماعت کے امام
اولیاء اللہ اور مقررین بارگاہ ایزدی ہیں۔

نماز کے وقت عارف کو اپنی حقیقت سے اوپر عروج حاصل ہوتا ہے اور یہ عروج اپنے
ارادہ اور قوت سے نہیں ہوتا بلکہ بقدر قاسر ہے اور بجذب افضال الہی دست قدرت اپنی قوت
سے لیجا تا ہے اور اولیٰ تجلیات کے سبب سے جو کہ اس کی حقیقت سے بالا ہیں وہ بہت بڑا خطا اٹھاتا
ہے کوئی شخص یہ نہ خیال کرے کہ عالم باطن تو مجردات سے ہے پھر اس میں میل طبعی کہاں سے
آیا جو قسرتا سر کی شرط لگائی تو حقیقت یہ ہے کہ اس عالم میں اگرچہ میل طبعی نہیں ہے لیکن میل
ذاتی ثابت ہے جیسا کہ والی اللہ ترجع الامور کلھا دینے اللہ کی جانب کل امور رجوع کرتے
ہیں) ظاہر ہے لہذا نماز اس کو اس کی حقیقت سے ترقی دے کہ صفت حیات تک جو کہ اس کی
حقیقت کی حقیقت ہے پہنچاتی ہے اور اس مرتبہ میں فنا کے کلی بخشی ہے اور اس مرتبہ تک
کہ جس کے اوپر پھر کوئی مرتبہ تصور نہیں عارف نماز کے توسط سے ترقی کرتا ہے۔ الصلوٰۃ معراج
المؤمنین (یعنی نماز مومن کی معراج ہے) قاسر اسی مقام سے سمجھ لینا چاہئے اور جب تک کمالات
بنوت سے بھی کوئی شخص بہرہ ور نہ ہو نماز سے بہرہ ور ہونا محال کیونکہ نماز مومن کی معراج
ہے اور معراج بنی کمالات بنوت کے تصور نہیں ہے اور معنی معراج المؤمنین کے یہ ہیں کہ نماز بظاہر
و باطن ترقی دیتی ہے وہ گویا نمازی کو دنیا سے اٹھا کر آخرت میں لیجاتی ہے اور پھر اس پر

معاملات اخروی کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور جن چیزوں کا عالم آخرت میں وعدہ دیا گیا ہے ان سے اس وقت بہرہ ور ہوتا ہے اور حصہ پاتا ہے خدا کی قربت و نزدیکی اور اس کی معیت (ساتھ ہونا) مثل اسکے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے اور حضور اور شہود کی نسبت مثل رویت کی ہو جاتی ہے حدیث شریف قرۃ عینی فی الصلوٰۃ (نماز میں میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں) اسی معاملہ کی خبر دیتی ہے غرض یہ کہ نماز انبیاء (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے کاموں میں سے ایک کام ہے اور جو شخص پیغمبر کا کمال درجہ تابع ہوتا ہے او سے بھی بہت بڑا حصہ حظ نماز کا عنایت کرتے ہیں اور اس سے بہرہ ور کرتے ہیں۔ مصرع۔ این کار دولت ست کنوں تا کر اسد
ایسے لوگ کم بلکہ بہت ہی کم ہیں جو نماز کے وساطت اور ذریعہ سے ترقیات حاصل کرتے ہیں اور عروج پاتے ہیں ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (یہ خدا کا صاحب فضل عظیم کا فضل محض ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے)

کیونکہ جب تک سالک مرتبہ سلوک میں ہے یعنی درجہ کمال تک نہیں پہنچا اور اسکے حق میں دوسرے اشغال اور مراقبات بنسبت نماز کے زیادہ مفید ہیں یہاں نماز سے نماز فرض مراد نہیں ہے بلکہ نوافل مراد ہیں کیونکہ فرض ہر حال میں فرض ہے اور اسے چھوڑ کر شغل مراقبہ کرنا حرام ہے اور جب سالک منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے تو پھر نماز کے توسط سے ترقیات نصیب ہوتی ہیں اس مرتبہ میں جس قدر ممکن ہو طول قرات کریں اور نوافل بکثرت پڑھیں۔ کیونکہ ع

کارایں است وغیر ایں ہمہ بیچ
(نہال احمد آباد)

تاریخ وصال حضرت حاجی سید صادق علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ
(لازمی لٹرائٹ سید محمد غوث صاحب سینی قادری گورداسپوری)

برقہ از جہاں در منزل خلد	در یغا سید صادق علی شاہ
کہ بودہ طینتش ز آب و گل خلد	در رفتے چوں بجنّت بہر آرام
بیرت متقی تابل خلد	بصورت بود رشک ماہ و خورشید
نزد کرش شور اندر محفل خلد	شائش بر لب حوران جنّت
ندا آمد کہ گنج داخل خلد	چو جستمہ غوث تاریخ وصالش

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت خدا تعالیٰ کی عین اطاعت ہے

(گزشتہ سے پیوستہ)

حضرات! اب ہم بعض احکام ایسے سناتے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں صراحت سے نہیں ہے مگر احادیث شریفہ میں اس کی صراحت موجود ہے جس سے آپ کو معلوم ہو گا کہ اگر احادیث رسول اللہ نہ ہوتیں تو دین کے ایک جزو اعظم سے ہم محروم رہتے اور اگر ائمہ مجتہدین نہ ہوتے تو احادیث کا منشاء اور اس کے مطالب عوام کو معلوم کرنا دشوار ہوتا۔ مسائل طہارت کو لیجئے کہ وضو کن چیزوں سے جاتا ہے ان کی تفصیل واضح طور پر قرآن مجید سے نہیں معلوم ہوتی ہے۔ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض امور بصراحت معلوم ہوتے ہیں اور بعض کی طرف لطیف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ ان اشارات کو پالینا ہر شخص کا کام نہیں۔ ائمہ مجتہدین ہی کا حصہ ہے فرض نمازوں کے اوقات اور ان کی تعداد اشارۃً قرآن کریم سے معلوم ہوتی ہے۔ مگر تعداد رکعات نہیں معلوم ہوتی۔ تاہم قتیقہ احادیث شریفہ کی طرف رجوع نہ کیا جائے انکشاف نہیں ہوتا کہ فجر کی نماز میں کتنی رکعتیں پڑھنی چاہئے۔ اور ظہر و عصر میں کتنی۔ مغرب کی کتنی رکعتیں ہیں۔ اور عشا کی کس قدر ارکان نماز کا مذکور سلسلہ وار نہیں ہوا ہے۔ اب غور کیجئے کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو اسوۂ حسنہ منقاد دیا جائے تو کیا معلوم ہو سکے کہ نماز جس کے قائم کرنے کی تاکید قرآن کریم میں بکرات و مراتب وارد ہوئی ہے اس کی ادائی کا کیا طریقہ ہے!

بحالت سفر نمازوں میں قصر کرنا حکم قرآن کریم میں موجود ہے۔ لیکن کن نمازوں میں قصر کرنا چاہئے۔ اور قصر یعنی کمی کس حد تک ہونی چاہئے اس کی صراحت نہیں ہے نیز یہ سہلی پڑھنا معلوم ہوتا کہ کتنی مسافت طے کر نیکی بعد سفر کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور کب تک یہ حکم باقی رہتا ہے۔ اس کے لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفروں کے واقعات دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اُس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے فلاں فلاں سفروں میں قصر فرمایا اور فلاں میں نہیں۔ ائمہ مجتہدین نے ان دونوں قسم کے واقعات کو دیکھ کے ایک نتیجہ اخذ کر لیا کہ تین دن کی مسافت طے کر نیکی بعد انسان مسافر کہلاتا ہے اور اس پر احکام سفر جاری ہوتے ہیں اس سے کم میں نہیں اور مقدار بتلادی کہ چھتیس کو اس کی مسافت قصر کے لئے کافی ہے۔ نیز یہ بھی بتلادیا کہ نمازوں میں قصر کرنے کا حکم صرف چار رکعت والی نمازوں کے ساتھ مخصوص ہے باقی نمازوں میں

نہیں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان ہی نمازوں میں قصر فرمایا تھا۔ اسکے ساتھ وہ مسائل بھی درس کر دئے کہ مقیم کی اقتداء مسافر کے ساتھ اور مسافر کی مقیم کے ساتھ جائز ہے ان سب کا ماخذ احادیث رسول ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

نمازوں پر مسح کرنا حکم قرآن پاک میں نہیں ہے مگر احادیث شریفہ میں اس کی اجازت درج ہے عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اسکا موید ہے۔ سرد ملکوں میں اس کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔ اگر اس کی اجازت نہ ہوتی تو سرد ملکوں کے باشندوں کو بڑی تکلیف پیش آتی۔ اللہ پاک نے اپنے رحمتہ للعالمین کی امت کے لئے یہ اجازت بھی اپنے حبیب پاک کے ذریعہ دلا دی۔

نماز جنازہ کا حکم قرآن مجید سے واضح نہیں ہوتا اور نہ اس کی کیفیت دریافت ہو سکتی ہے۔ مگر حدیث شریف میں بکثرت واقعات موجود ہیں جو صحابہ کرام کی وفات پر پیش آئے اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ غسل میت اور اس کے دفن کا طریقہ وغیرہ سب امور انہیں واقعات کے مطالعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔

قرآن شریف میں شہداء کے مدارج بیان ہوئے ہیں مگر دنیا میں ان کی کیا خصوصیت ہو مہم نہیں ہوتی اس مقدس گروہ کے امتیاز کو معلوم کرنا ہے تو کتاب المغازی ملاحظہ فرمائیے جہیں لکھا ہے کہ غزوات رحمت آیات میں کثیر الشہداء صحابہ شہید ہوئے اور وہ بغیر غسل کے دفن کر دئے گئے کفن کے متعلق بھی یہ حکم ہے کہ شہداء کو کفن دینے کی ضرورت نہیں اپنے پہنے ہوئے کپڑوں میں دفن کر دیئے جائیں۔ البتہ اُن کا ہتھیرا اور ایسی چیزیں جو کفن کی جنس سے نہ ہوں اتاری جائیں۔ یہ احکام قرآن مجید میں مذکور نہیں ہیں۔ احادیث شریفہ سے ہی ماخوذ ہیں۔

شہداء کو غسل و کفن کی ضرورت نہ ہونیکے متعلق امام عبد الوہاب شعرائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نکتہ بیان فرمایا ہے جو قابل توجہ ہے وہ یہ کہ غسل یا طہارت اور کفن کی ضرورت اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانے کیلئے ہوتی ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ کسی اچھی جگہ جانے کے موقع پر غسل کر کے پوشاک بدل کے جایا کرتے ہیں چونکہ انسان اپنی زندگی ختم کرنے کے بعد بارگاہ الہی اور عالم ارواح میں حاضر ہوتا ہے اسلئے اسکو بھی غسل و کفن کا حکم دیا گیا اور شہداء کے بارہ میں اللہ پاک نے فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَعْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ جُلُودًا اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے اُن کو مرے ہوئے نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس موجود ہیں جب شہداء نفس شہادت کے ساتھ ہی بارگاہ الہی میں حاضر ہو چکے تو غسل و کفن کی حاجت نہ رہی۔

ارکانِ اسلام میں ایک رکنِ روزہ ہے۔ روزہ کے احکام قرآن مجید میں تفصیل سے بیان نہیں ہوئے ہیں۔ رکنِ کن چیزوں سے روزہ ٹوٹتا ہے اُن کا ذکر قرآن پاک میں صراحتاً نہیں ہے۔ روزہ ٹوٹنے سے کیا کفار، لازم آئیگا وہ بھی مذکور نہیں ہے یہ سب امور احادیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہوتے ہیں۔

زکوٰۃ کی تیاہی نماز کے ساتھ قرآن پاک میں وارد ہے اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کا عذاب بھی مذکور ہے۔ لیکن زکوٰۃ کن چیزوں میں واجب ہے اور کس مقدار میں دینی چاہئے اور کس شخص پر واجب ہوتی ہے اور وجوب کے کیا شروط ہیں؟ ان کی تفصیل معلوم نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں وارد ہے اور فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیل موجود ہے کہ زکوٰۃ اُس شخص پر واجب ہے جو مالکِ نصاب ہو۔ اور مسلمان، عاقل، بالغ اور حُر یعنی آزاد و خود مختار ہو۔ چاندی، سونا، گائے، بھینس، بکریاں، اونٹ، گھوڑے اور سامانِ تجارت میں زکوٰۃ لازم آتی ہے۔ چاندی سونے کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔ بشرطیکہ نصاب مذکور حاجتِ اصلی سے زائد ہو اور ایک سال گزر جائے۔ مصارفِ زکوٰۃ کی تفصیل بیان ہوئی ہے مگر ان میں کوئی قربتِ دارِ قریبہ ہو تو اسکو زکوٰۃ دیجا سکتی ہے یا نہیں اس کا بیان نہیں ہوا ہے۔ بنیِ اشتم پر زکوٰۃ کا مال صرف کرنا جائز ہے یا نہیں اس کا ذکر نہیں وغیرہ وغیرہ یہ سب امور احادیث شریف میں اجمالاً اور کتبِ فقہ میں بالتفصیل مذکور ہیں۔

حج کے احکام کسی قدر تفصیل سے ارشاد ہوئے ہیں مگر احرام سے لیکر ختمِ مناسک حج تک پورے احکام اس سے مستنبط نہیں ہوتے اگر مستنبط ہوتے بھی ہیں تو بجز تصریح حضرت شافع علیہ السلام کے اس کی دریافت نہایت مشکل امر ہے۔

قرآن پاک میں صرف خنزیر کی حرمت کا ذکر ہے۔ مانتی کے حرام ہونیکا مسئلہ نہیں لکھا ہے۔ گدھے خیر کی نسبت کوئی حکم درج نہیں ہے۔ حالانکہ یہ بھی حرام ہیں۔ جتنے دندے ہیں ان کی حرمت کا کہیں مذکور نہیں ہے۔ بچے سے نکار کر نے والے پرندوں کی حرمت کی تصریح وارد نہیں ہوئی ہے۔ مٹی، چوبہ، حشرات الارض وغیرہ کی حرمت بھی بیان نہیں ہوئی ہے۔

حضرات اگر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل نہ کیا جائے تو لازم آئیگا کہ قرآن پاک میں چونکہ ان جانوروں کے حرام ہونیکا ذکر کہیں نہیں ہے اس لئے حلال ہو جائیں۔ مگر یہ بات کس قدر بے دینی کی ہوگی۔ اور کس کی طبیعت گوارا کرے گی اور کس کی ہمت ہوگی کہ ان حرام

یا نوروں کو کھانا تو کچا صرف حلال تصور کرے۔ یہ سب امور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم ہوتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ اذیت القرآن و مثلہ معہ مجھے اللہ پاک نے قرآن مجید دیا ہے اور اُس کے ساتھ اسی قدر اور بھی دیا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا۔ ایسب احد کہ متکثرا علیٰ ارب کتبہ یظن ان اللہ لم یحرر شیئا الا ما فی ہذا القرآن الا انی واللہ قد امرت ووعظت وذهبت عن انشاء انھا کمثل القرآن او اکثر وان اللہ لم یحل لکم ان تدخلوا بیوت اہل الکتاب الا باذن ولا ضرب نساء ہم ولا اکل ثمار ہم اذا عطو کہ الذی علیہم کیا تم میں سے کوئی شخص تکبہ لگائے ہوئے یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جن چیزوں کو حرام کیا ہے اُن کے سوا کسی اور چیز کو حرام نہیں کیا۔ خبردار کہ واللہ میرے بھی ادا مر ہیں۔ اور میں نے وعظ کہے ہیں۔ اور قرآن کریم نے جس قدر اشیا منع کئے ہیں اسی قدر بلکہ اُس سے بہت زیادہ منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو بلا اجازت اہل کتاب کے گھر میں جانے کی اجازت نہیں دی۔ اور نہ ان کی عورتوں کو مارنے کی اجازت دی اور نہ اُن کے پھلوں کو کھانے کی اجازت دی۔ جبکہ وہ تمہارے گھر کی وجہ سے تم کو دیں۔ اور بالآخر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک صراحت فرمائی ہے کہ جس شخص کی خواہر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور شریعت کے مطابق اور اس کے تابع نہ ہو وہ درحقیقت مسلمان ہی نہیں چنانچہ عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔ لا یؤمن احدکم حتی یكون هو او تبع لما جئت بہ۔ یہ آخری فیصلہ ہے کہ اتباع قرآن کے مدعیان فی الواقع مسلمان ہی کہلانے کے مستحق نہیں ہیں اُس وقت تک کہ اپنے ارادوں اور اپنے اقوال و افعال کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع نہ کریں۔

مگر حضرات! یہ نہ سمجھنا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن چیزوں کو حرام فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ احکام بیان فرمائے وہ بحکم خداوند تعالیٰ بیان فرمائے۔ آپ کا کوئی حکم امر خداوندی کے خلاف نہیں۔ بلکہ آپ جو کلام فرماتے تھے وہ بھی اللہ پاک کے حکم کی تعمیل میں ہوتا تھا۔ اللہ پاک نے اس کی خبر دی ہے۔ وما ینطق عن الہوی۔ ان ہو الا وحی یوحی۔ آپ اپنی خواہش اور محض اپنی ہی مرضی سے کوئی بات نہیں کرتے۔ بلکہ آپ کا کلام بھی خداوندی تھا۔

کے پاس کی وحی ہے جو آپ کے پاس بھیجی جاتی ہے۔

حضرات! یہ ہے حقیقت احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ لوگ اس میں تاویلات کرتے ہیں اور قرآن پاک اور احادیث شریفہ میں فرق کرتے ہیں۔ حالانکہ علم کے لحاظ سے دونوں کی تعمیل واجب ہے جس طرح قرآن پاک سے حلال و حرام۔ مکروہ و متشابہ۔ جائز و ناجائز امور مستنبط ہوتے ہیں۔ اسی طرح احادیث شریفہ سے بھی مستنبط ہوتے ہیں۔

خداوند تعالیٰ ہم کو اور آپ کو قرآن کریم و حدیث شریفہ اور اللہ دین کی پیروی نصیب کرے
آمین ۛ و صلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہا سیدنا و مولانا محمد و علیہ و آلہ و اصحابہ
اجمعین ۛ برحمتک یا ارحم الراحمین ۛ

نعتیہ کلام

(۱)

کے حذر از امتحان آن وایں داریم ما
چوں سر نعمت شفیع المذنبین داریم ما
چوں پپائے گنبد خضر جیس داریم ما
اشعہ لمعات نور او لیں داریم ما
گفت لا تحزن کرب العالمین داریم ما
آنچه ایزد خود ندارد با یقین داریم ما
نام پاک مصطفیٰ حصین حصین داریم ما

(۲)

چوں بدل نقشے ز جب شاہ دیں داریم ما
پر پر با طائر سدرہ پرد مرغ خیال
برفسراز آسمان ہفتیں باشد دماغ
ظلمت ظلمات دنیا کے بمارد اثر
اے فدائش جاں۔ عداوتنا و اوبیہار
بر متاع معصیت چنداں کہ نازم سے سرزد
ہیچ با کے نیست مہیو از شعلہ نازحیم

روشنی چشم باطن سرمہ ایماں سے ہے
وصل جاں پر در ہوا حاصل غم ہجرال کو ہے
ہستی پر واز مننتی شعلہ سوزاں کو ہے
یعنے عرض قدومہ ہجر اس شرہ خواہاں کو ہے
ہم ہیں تیرے ستم قدماء مور تو یزدان کو ہے
حال دل معلوم ہوتا صورت انساں کو ہے

دستان عشق قائم کیسے جانان کو ہے
سختیوں کے بعد ممکن ہے سنے آرام دل
ہم مسلمان آتش عشق نبی سے جل گئے
دل میں پیدا ہو گیا ہے شوق دیدار نبی
تیرے حصے دین حق کی آخری تبلیغ ہے
عاشقی میں اب کو ہی یعقوب گھبرانے لگے

حیات بعد الممات

یہ امر مسلم ہے کہ یہ عالم ایک نہ ایک روز پردہ عدم میں مستور ہو کر رہے گا اس کا یہ موجود نظام تہ و بالا ہو جائیگا کل من علیہا فان اسی امر کی خبر دے رہا ہے کہ آج ہم جن چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں وہ ضرور ایک دن ناپید ہو کر رہیں گی ہاں اگر کوئی ذات ہمیشہ تک باقی رہنے والی ہے تو وہ ذات باری ہے جو کہ واجب الوجود ہے۔

اس عالم امکان میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آتی جو حوادث دہر سے محفوظ رہی ہو اس میں کسی قسم کا تغیر واقع نہ ہوا ہو ہر شے وقت مقررہ پر فنا ہو جائے گی لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات ضرور تسلیم کرنی پڑے گی کہ بعض ذوات ایسی بھی ہیں کہ جو بظاہر دیگر ہشیاء کی مثل فنا ہوتی معلوم ہوتی ہیں لیکن حقیقتاً وہ انکا فنا ہونا فنا ہونا نہیں بلکہ وہ اس طائر محبوب کی طرح ہیں جو کہ قفس سے چھوٹ کر آزادی کے ساتھ سارے عالم کا سیر کرتا پھرتا ہے ایسی ہی وہ مقدس ہستیاں ہیں جو اس جسد عنصری سے جدا ہو کر عالم بالا تک سیر کرتی ہیں۔

ہم اس مختصر تہیہ کے بعد آپ کو بتانا چاہتے ہیں کہ وہ مقدس ہستیاں کون ہیں جو فنا کو بقت پاتی ہیں۔

صاحبوہ انبیاء و مرسلین و اولیاء کاملین میں۔ وہ کبھی معدوم محض نہیں ہوتے بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جاتے ہیں تاکہ پہلے سے بہتر ان کے تصرفات اس عالم میں ظہور پذیر ہوں علماء اسلام کا ارشاد ہے کہ تین عالم ہیں، عالم دنیا، عالم برزخ، عالم آخرت۔ اور ہر ایک ایک دوسرے سے وسیع ہے، عالم دنیا سے عالم برزخ اور عالم برزخ سے عالم آخرت۔ ہم اس دعوے کے ثبوت میں ایک حدیث پیش کرتے ہیں جو کہ اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالتی ہے

حاکم طبرانی نے حدیث صحیح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ ان الدنیا جنت الکافر و سجن المؤمن و انما مثل المؤمن حین تخرج نفسه کمثل رجل کان فی سجن فاخرج منه فجعل یتقلب فی الارض و ینفسہ فیھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ دنیا کافر کے لئے جنت کا حکم رکھتی اور مومن کے لئے قید خانہ ہے جبکہ اس کی روح نکلی جاتی ہے جیسے کہ وہ قید ہی قید خانہ سے چھوٹ کر آزاد ہو جاتا ہے

اور ہر جگہ آتا جاتا ہے ۛ

ارشاد رسولؐ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ دنیا نہایت ایک تنگ اور محدود مکان ہے۔ جہاں پہاڑ ابل ایمان بہت کم تصرفات کر سکتے ہیں لیکن اس جسدِ غصری کی قید سے آزاد ہو کر پھر ان کا کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں وہ مختار رہیں جہاں چاہیں چلے جائیں جس طرح تصرفات چاہے کریں اب اس دنیا کی چار دیواری نہیں جہاں پر بدوں اسباب ظاہری کے ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جاسکتے ہیں۔ اب وہ سمع۔ بصر نہیں رہے جو کہ صرف ایک مکان محدود تک ہی کارآمد تھے۔ اب تو وہ ایک نظر میں فرش سے فرش تک دیکھ سکتے ہیں ۛ

ہم اوپر کہہ آئے ہیں کہ اولیاءِ کامرنا حقیقہً تائمنہ نہیں بلکہ ایک زندگی کے بعد دوسری زندگی کا ملنا ہے۔ کیا اچھا ایک بزرگ نے بعد مرنے کے فرمایا ہے (جبکہ ان کو قبر میں اتارا گیا اور ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں) انا حتی وکل شئ اللہ حتی۔ تم متعجب کیوں ہو میں زندہ ہوں اور ہر خدا کا دوست زندہ رہتا ہے ۛ

اگر اس مسئلہ پر ایک نظر مینج ڈالی جائے اور غور کیا جائے کہ موت آخر ہے کیا شے تو صاف معلوم ہو جائے گا کہ ایک مرکب تھا جس کے اجزاء علیحدہ علیحدہ ہو گئے روح جسم میں سرایت کیے ہوئے تھی اب جسم سے جدا ہو گئی۔ مگر یہ کہنا کہ تن کے ساتھ جان بھی فنا ہو گئی سراسر ماطل ہے ۛ

امام غزالیؒ رحمۃ اللہ علیہ الاسلام احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں۔ دلیس الموت عدھا محضاحتی تظن انک اذا عدمت عدمت صفتک۔ یعنی تم یہ خیال نہ کرنا کہ موت عدم محض ہے نیز عدم ہونا تیری صفت کا عدم ہونا ہے روح کے متعلق یہ عقیدہ کہ جسم سے مفارقت کے بعد فنا نہیں ہوتی مسلمانوں کا اجماعی مسئلہ ہے نہ مسلمان بلکہ بعض فلاسفہ بھی معتقد ہیں کہ نفس فنا نہیں ہوتا ۛ

ایک سوال اور اس کا جواب

سوال

کیوں گئے عرش پر عیسیٰؑ خفقان ہوتا ہے کیوں رہے آپؐ سرِ فرش گماں ہوتا ہے

جواب

ہو گیا شانِ الہی سے ہی اب ظاہر وہی جھک جاتا ہے پلہ جو گراں ہوتا ہے

اسلامی جوابہریزے

گزشتہ سے پیوستہ
(۱۰)

عبدالعزیز بن روداد امام اعظم رحمہ کے ایک ممتاز ائمہ تھے۔ جب اُن کو خلیفہ نے دربارِ مہیا طلب کیا۔ تو آپ امام صاحب رحمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دریافت کیا کہ وہاں کس طریق پر گفتگو کرنی چاہئے؟

امام صاحب نے فرمایا کہ تم یہ کہنا کہ اے امیر المؤمنین دنیا طلب کرنے کی تین اغراض ہوتی ہیں۔ عزت۔ ملک۔ مال۔ اور بغضِ تنہائی یہ سب آپ کو حاصل ہیں۔ پس آپ تقویٰ اور اعمالِ صالحہ بھی اختیار کیجئے کہ دنیا اور آخرت دونوں جہان کی نعمت آپ کو حاصل ہو۔

(۱۱)

ایک بار بہت سے خارجی امام ابو حنیفہ رحمہ کے گھر پر چڑھ آئے۔ اور کہا کہ کفر سے توبہ کرو۔ امام صاحب رحمہ نے فرمایا۔ ہاں میں تمہارے کفر سے توبہ کرتا ہوں۔ خارجیوں کا اعتقاد ہے کہ آدمی گناہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہے امام صاحب رحمہ کے الفاظ کا مفہوم یہ تھا کہ تم جس چیز کو کفر سمجھتے ہو میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ یہ سن کر خارجی واپس چلے گئے۔ مگر جب کسی نے اُن سے کہا کہ ابو حنیفہ نے تم کو مغالطہ دیا۔ اُن کا مطلب اور تھا۔ تو وہ پھر بلائے ناگہانی کی طرح آ موجود ہوئے۔ اور کہا کہ تم نے تاویل کیوں کی؟

امام صاحب رحمہ نے کہا کہ سب بات کا یقین ہے یا محض گمان کی بنا پر میری نسبت ایسا خیال کرتے ہو۔ خارجی محض گمان ہی گمان ہے۔

امام صاحب رحمہ نے خود کو مذکور توبہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ اِنَّ بَعْضَ الظُّلُمِ اِنَّھُمْ یَلْن کرنے والا گنہگار ہے۔

(۱۲)

ایک شخص نے اپنی بیوی سے ناراض ہو کر قسم کھائی کہ تو جب تک مجھ سے نہ بولیگی۔ میں تجھ سے نہ بولوں گا۔ عورت نے بھی اسی طرح قسم کھائی۔ یہ غصہ میں ہوا۔ بعد ازاں ان دونوں کو نہامت ہوئی۔ امام ابو السفیان سے مسئلہ پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ قسم کا کفارہ دینا چاہیے۔

سائل کی تسکین نہ ہوئی۔ اور وہ امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کفارہ کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ جب عورت نے شوہر کو مخاطب کر کے وہ الفاظ کہے تو عورت کی طرف سے ابتدا ہو چکی۔ پھر قسم باقی نہ رہی۔
اس واقعہ کی جب ابوالسفیان کو اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ ابو حنیفہؒ کو جو بات عینِ نبوت پر سوچھ جاتی ہے۔ ہمارا وہاں تک خیال بھی نہیں پہنچتا۔

(۱۳)

خلیفہ منصور کا عرض یگی ربیع امام ابو حنیفہؒ سے عداوت رکھتا تھا۔ ایک روز امام حبیبؒ دربار میں تشریف لے گئے تو ربیع نے خلیفہ سے کہا کہ حضور! یہ شخص امیر المومنین کے جدِ بزرگوار (عبدالدر بن عباس) کی مخالفت کرتا ہے۔ اُن کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بات پر قسم کھاؤ اور ایک روز کے بعد انشاء اللہ کہہ سکے تو وہ قسم میں داخل سمجھا جائیگا۔ اور قسم کا پورا کرنا کچھ ضرور نہ ہوگا۔ مگر ابو حنیفہؒ اسکے خلاف فتویٰ دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ انشاء اللہ کا لفظ قسم کے ساتھ ہو تو البتہ جزو قسم سمجھا جائیگا۔ در نہ بے اثر ہے۔
امامؒ نے مسکرا کر فرمایا۔ امیر المومنین! ربیع کا خیال ہے کہ لوگوں پر آپ کی بیعت کا کچھ اثر نہیں۔

خلیفہ۔ یہ کیونکر؟

امام۔ ربیع کا گمان ہے کہ جو لوگ دربار میں آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں۔ وہ گھر جا کر انشاء اللہ کرتے ہیں جس سے قسم بے اثر ہو جاتی ہے اور اُن پر شرعاً کچھ مواخذہ نہیں رہتا۔

یہ سن کر منصور نے قہقہہ لگایا اور ربیع سے مسکراتے ہوئے کہا کہ تم امامؒ کو نہ چھیڑو۔ اپنی تمہارا داؤ نہیں چل سکتا۔ ربیع نے دربار سے باہر آکر امامؒ سے کہا کہ آج تو آپ نے غضب ہی کر دیا۔ گویا میری جان ہی لے لی تھی۔

امامؒ نے مسکرا کر جواب دیا۔ نہیں یہ بات نہیں۔ میں نے صرف مدافعت کی نہ کہ حملہ۔

(ہمدانی)

(قوی روایات)

ناظرین رسالہ جماعت استاذ علم کو کہ سالہ کی توسیع اشاعت میں ہر ممکن کوشش ہو کام لیکر قوابلین حاصل کریں

حضرت بشرحانی رحمة اللہ علیہ

(ادجباب مولانا مولوی محمد سعید الحق صاحب حنفی لکھنؤی)

حضرت بشرحانی رحمہ اُن باکمال اور خدا رسیدہ لوگوں میں ہیں جن کے پائے کو اولیاء کم پیدا ہوئے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو نصر تھی۔ اور والد ماجد کا نام جارش بن عبد الرحمن تھا سید نسب چھٹی پشت میں عبد اللہ نام ایک خوش نصیب بزرگ سے ملتا ہے جنہیں یہ فضیلت حاصل ہوئی تھی کہ خاص علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر ایمان لائے تھے۔ وطن مالوف ماتر سام نام ایک گاؤں تھا جو شہر مرو کے مصافقات میں تھا۔ جہاں شاہیہ میں یعنی بنی عباس کے دوسرے خلیفہ ابو جعفر منصور کے عہد میں آپ پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کسی غریب گھرانے میں نہیں ہوئی تھی بلکہ آپ کے والد کا شمار علاقہ مرو کے رؤسا میں تھا۔ اور اُنکا مشغلہ یہ تھا کہ اکثر کتابت کیا کرتے تھے۔ جس ہنر کی اُن دنوں نہایت ہی قدر تھی۔ اور صاحب علم بزرگوں کے لئے اس سے بہتر اور اچھا کوئی پیشہ نہ تھا۔ والدین کے مذاق کے مطابق آپ کا بھی نشوونما ہوا۔ یعنی تعلیم ہوئی۔ اور کتابت کرنے لگے۔ خداوند جل و علا کو منظور تھا کہ آپ کا فیض روحانی رہتی دنیا تک باقی رہے۔ اور آپ کا نام آفتاب عالم تاب کی طرح قیامت تک چمکے جس کا پہلا ظہور یوں ہوا کہ ایک دن بیچ راستے میں چلے جاتے تھے کہ ایک کاغذ پڑا ملا۔ جسے بہت سے راغبیروں کے پاؤں روند چکے تھے۔ آپ نے اُسے اٹھالیا۔ دیکھا تو اُس میں اللہ جل شانہ کا پاک نام لکھا ہوا تھا۔ فوراً آنکھوں سے لگایا اور دل میں ڈرے کہ اس برتر نام کی لوگوں نے بڑی توہین کی ہے۔ کچھ درہم پاس موجود تھے۔ کسی عطر دار کی دوکان پر جاکے کچھ خوشبو خریدی۔ جسے اُس کاغذ میں لگایا۔ اور اُسے معطر و مغنبر کر کے کسی دیوار کے شکاف میں رکھ دیا تاکہ روندنے سے بچے۔ اور گھر واپس آئے۔ رات کو بستر خواب پر لیٹ کے سوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جیسے غیب سے آواز آ رہی ہے۔ ”اے بشر تو نے میرے نام کو خوشبو لگائی اور اُسے معطر کیا لہذا میں تیرے نام کو ایسا معطر کروں گا کہ دنیا میں بھی اُسے خوشبو لگے گی اور آخرت میں بھی۔ یہ خواب دیکھتے ہی آنکھ کھل گئی۔ متنبہ ہو کے اٹھ بیٹھے۔

اور اسی وقت تمام گناہوں سے توبہ کر کے ایک اعلیٰ درجے کے متقی و پرہیزگار بن گئے۔ زندگی پر معاصی و منافی سے بچتے رہے۔ اور ساری زندگی عبادت الہی اور زہد و تقویٰ میں صرف کر دی۔ حافی کے معنی ہیں ”برہنہ پا“ یہ لقب آپ کو اسلئے ملا کہ آپ کی ایک جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا تھا۔ ان دنوں ہمارے زمانے کے ایسے جوتے مروج نہ تھے۔ بلکہ ایک تلا رہتا تھا جس پر پٹے دار کھڑاؤں کی طرح تسمہ لگا دیا کرتے تھے۔ ایسے ہی جوتے جن کو عربی میں غلیں کہتے تھے حضرت سرور کائنات صلعم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی پہنے ہیں۔ غرض آپ ایک نعل کا تسمہ ٹوٹ جانے کی وجہ سے موجی کے پاس گئے تو اُس نے کام کی زیادتی یا اپنی کاہلی سے رکھائی اور برہنہ پا کے ساتھ کہا۔ ”تم لوگوں کو کس قدر تباہ کرتے ہو!“ یہ جواب سنتے ہی آپ پر ایک عبرت کا عالم طاری ہوا۔ فوراً ایک جوتا جو ہاتھ میں تھا اور دوسرا جو پاؤں میں تھا دونوں پھینک دیئے۔ اور تسمہ کھا گئے کہ اب کبھی جوتا نہ پہنوں گا۔ غرض اس وقت سے آپ برہنہ پا پھرنے لگے۔ اور چونکہ یہ ایک غیر معمولی چیز تھی لہذا آپ کا لقب مشہور ہو گیا کہ بشر حافی یعنی ”بشر برہنہ پا“ اور یہ لقب آپ کو نہایت ہی پسند تھا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ معافی بن عمران نام ایک بزرگ کے گھر پر تشریف لے گئے اور دروازے پر دستک دی کسی نے پوچھا کون ہے؟ کہا ”بشر حافی“ یہ سن کے ایک لڑکی گھر کے اندر سے بولی ”اگر دوا انگ (ایک چھوٹا سکہ) خرچ کر کے آپ جوتیاں مول لیتے تو پھر حافی (برہنہ پا) نہ کہلاتے“

اپنی غیر معمولی مقبولیت و شہرت خود آپ کو زندگی ہی میں نظر آگئی تھی۔ اور دیکھتے تھے کہ عقیدت کی شوق کا ہجوم ہے۔ اور خلقت سمجھا نہیں چھوڑتی۔ دعا فرمائی کہ ”خداوند! اگر تو مجھے اسلئے شہرت دی ہے کہ اُس عالم آخرت میں رسوا کرے تو اس شہرت کو مٹا دے“ مگر خدا کا معاملہ معمول ہے کہ جس قدر اپنے کو مٹاتے ہیں اسی قدر خداوند جل و علا ان کا نام روشن کرتا ہے چنانچہ آپ کا نام روز بروز مشہور ہی ہوتا گیا۔ اور آج تک دنیائے اسلام آپ کا اسم گرامی زبان پر آتے ہی آپ پر رحمت بھیجتی اور آپ کے حالات و برکات سے فیض اٹھاتی ہے۔

خود آپ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بہن آپ سے بھی زیادہ متقی و پرہیزگار تھیں۔ چنانچہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ”زہد و تقویٰ کو بیٹے اپنی پارسا و نیک نفس بہن سے سیکھا ہے۔ اس لئے کہ ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہا کرتی تھی کہ اُس چیز کو نہ کھائیں جس کی تیاری میں مخلوق

کا ہاتھ لگا ہو، یعنی خدا کی پیدا کی ہوئی نعمتوں کو اُن کی اصلی حالت میں استعمال کیا کرتی تھیں۔ اور اُس فیاض مطلق کے عام دسترخوان پر میوے، ترکاریاں ساگ پات یا غلہ وغیرہ جو کچھ ملتا اُسے اُسی طرح بغیر پکائے اور اُن کی صورت میں تغیر پیدا کئے تناول فرماتی تھیں۔ اصل میں آپ کی تین بہنیں تھیں۔ جن میں سے ایک کا نام صفہ دوسری کا مخہ اور تیسری کا زبہ تھا۔ ان تینوں میں صفہ بڑی تھیں، اور انہوں نے انتقال بھی حضرت بشر حافی کی زندگی ہی میں کیا۔ اُن کی وفات کا آپ کو بے انتہا صدمہ ہوا تھا۔ زار و قطار روتے تھے۔ حضرت رب العزت کے سامنے اپنی یتیمانی ظاہر کرتے تھے۔ اور نہایت ہی خوف و عبرت کے الفاظ میں فرماتے تھے ”میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ بندہ جب اپنی پروردگار کی خدمت بجالانے میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ رب العزت اُس کے کسی انیس دینق کو اُس کے چھین لیتا ہے۔ میری بہن صفہ دنیا میں میری مونس و غمگسار تھی، خدا جانے مجھ سے عبادت الہی میں کون سی کوتاہی ہوئی ہے کہ خدا نے اُسے مجھ سے چھین لیا؟“

اُن دنوں حضرت امام احمد بن حنبل علمائے زمانہ میں سربراہ و رہبر بہت بڑی نیک نفس و نیک نہاد اور صاحب زہد لقوی عالم تھے۔ اور چونکہ حامل شرع نبوی ہونے میں اپنا نظیر و ہمتا نہ رکھتے تھے لہذا مسائل دریافت کرنے کے لئے خلعت کا اُن کے دروازے پر ہجوم رہا کرتا تھا۔ آپ کے صاحبزادے عبد اللہ بن احمد حنبل فرماتے ہیں کہ ایک دن ایک نیک بی بی میرے والد بزرگوار کے پاس آئیں اور انھیں اُن کی کنیت سے مخفی طور پر کہنے لگیں ”اے عبد اللہ میں موت کا تے زندگی بسر کیا کرتی ہوں۔ اور اکثر اتوں کو چراغ کی روشنی میں بھی کاتتی ہوں۔ مگر کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چراغ نہیں ہوتا یا گل ہو جاتا ہے تو ماہتاب کی روشنی میں بھی کات لیا کرتی ہوں۔ تو کیا اس کی ضرورت ہے کہ خریدار کو اس بات سے بھی مطلع کر دیا کروں کہ یہ موت چراغ کی روشنی کا کتا ہوا ہے اور یہ چاندنی کا کتا ہوا؟“ والد ماجد نے یہ سوال سن کر فرمایا ”بی بی! اگر تمہارے نزدیک دونوں میں فرق و امتیاز ہے تو ضرور بتا دینا چاہئے“ یہ معقول جواب پانے کے بعد وہ خاتون کچھ دیر خاموش رہی۔ پھر پوچھا ”اے ابو عبد اللہ بیمار جو شدت درد یا تکلیف مرض میں کراہا کرتا ہے تو کیا یہ بھی شکایت میں داخل ہے؟“ اس کے جواب میں والد نے کہا ”مجھے امید ہے کہ کراہنا شکایت میں نہ داخل ہوگا۔ اور اگر شکایت ہے بھی تو خدا کی شکایت نہیں بلکہ خدا کی درگاہ میں شکایت ہے“ یہ جواب بھی اُس خاتون کے لئے

اطمینان بخش تھا۔ یہ دونوں باتیں پوچھ کے وہ چلی گئی۔ اور والد مرحوم نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: "عبداللہ! میں نے آج تک کسی کو ایسی نازک باتیں پوچھتے نہیں دیکھا۔ تم ذرا پیچھے پیچھے جا کے دیکھو تو کہ یہ کون بی بی ہے۔ اور کہاں جاتی ہے؟" اُن کے ارشاد کے مطابق میں اُس خاتون کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ بشرحانی کے مکان میں چلی گئی۔ اُن کی بہنوں کی اتفاق پر بہن گارسی کا حال سُن ہی چکا تھا۔ جب وہ خاتون اُن کے گھر میں گئی تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اور کوئی نہیں اُن کی بہن ہی تھیں۔ واپس آ کے جناب والد کی خدمت میں عرض کیا کہ "وہ بشرحانی کی بہن تھیں" سنتے ہی والد بول اُٹھے: "خدا کی قسم یہی صحیح ہے۔ یہ بی بی سوا اُن کی بہن کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔"

یہ واقعہ غالباً جناب بشرحانی کی بڑی بہن مضنہ کا ہے۔ لیکن آپ کی دوسری بہن محترمہ بھی ایک مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبل کی خدمت میں تشریف لائی تھیں۔ اُس واقعہ کو بھی عبداللہ بن احمد حنبلیوں بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے اُسے پوچھا: "لے ابو عبداللہ میرا اصل سرمایہ یہ ہے کہ میرے پاس دو دانگ ہیں جن کی میں روٹی مول لیتی ہوں۔ اور سوت کا کچا دودر ہم کو بچا کرتی ہوں۔ ایک دانگ میرے مصارف کے لئے جمع سے دوسرے جمعہ تک بخوبی کافی ہوتا ہے۔ اور باقی کی روٹی لے لیتی ہوں (اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایک درہم چھ دانگ کا ہو کرتا تھا۔ اور نصف درہم کے تین دانگ ہوتے تھے جن میں سے ایک کو وہ صرف کرتی تھیں۔ اور دو کو اس المال قرار دیتی تھیں) ایک رات کو شب گشت کرنے والا عہدہ دار سرکاری میری طرف سے گزرا اور اُس کے ساتھ مشعل تھی۔ میں نے اُس روشنی کو غنیمت سمجھا اور اُس میں دو پونیاں کات لیں۔ خیر اُس وقت تو یہ ہو گیا۔ مگر اب میرے دل میں یہ بات کھٹکتی ہے کہ اُس روشنی سے نفع اُٹھانے کے باعث میرے ذمہ اللہ جل شانہ کا محاسبہ تو نہیں ہے؟ اسلئے اے امام آپ مجھے اس محاسبہ سے نجات دلائیے۔ اللہ جل شانہ! آپ کو جناب دلوائے گا۔" وہ لے فرمایا: "اس کا علاج یہ ہے کہ اُس اصل سرمایہ یعنی دو دانگوں کو خدا کی راہ میں صرف کر دو۔ اور اپنے پاس سے نخل ڈالو اللہ جل شانہ تمہیں کسی اور ذریعہ سے اس المال (اصل سرمایہ) عطا فرماوے گا۔" یہ جواب سُن کے مجھے توجہ ملی گئی۔ مگر اُن کے جانے کے بعد میں نے والد کی خدمت میں عرض کیا: "کاش آپ ایسا جواب دیتے کہ ان نیک بخت خاتون کا اصلی سرمایہ بچ رہتا۔" انہوں نے فرمایا: "بیٹا! انھوں نے سوال ہی اس طرح کیا کہ تاویل کی گنجائش نہ تھی۔ میں اس کو

کیا کرتا؟ اس کے بعد انہوں نے پوچھا "اور یہ خاتون کون؟ تم جانتے ہو؟" میں نے عرض کیا "یہ بشر حافی کی بہن محض تھیں" سننے ہی فرمایا "جب ہی!"

حضرت بشر حافی کے بعض کلمات نصیحت بھی مشہور ہیں۔ اور نصیحتیں بھی کیسی جو عوام کا لالچام کے لئے نہیں بلکہ علما و فضلا اور خواص زمانہ کے لئے ہیں۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں کسی عالم پر دنیا ہی میں عذاب الہی کا نازل ہونا یہ ہے کہ اس کے دل کی آنکھ اندھی ہو جائے "اؤ سچ یہ ہے کہ اس سے بڑا عذاب کوئی نہیں ہو سکتا عامی شخص جس نے ابھی تک اس اندرونی نظر سے کچھ دیکھا ہی نہیں اسے کیا معلوم کہ اس آنکھ سے انسان کیسے کیسے بہترین مناظر دیکھ سکتا ہے جس طرح اس ظاہری آنکھ کی خوبیاں عوام کو معلوم ہیں جو ان سے ہر طرح کے کرشمے دیکھتے رہتے ہیں اسی طرح باطنی نظر کی خوبیاں ان روشن دل بزرگوں کو معلوم ہیں جو ان کی برکتوں سے آگاہ ہیں۔"

حضرت بشر حافی کے زمانے میں حدیث کا شوق علمائے اسلام میں بہت بڑھ گیا تھا۔ اور حدیث نبوی کے طالب محض اسی شوق میں دور دراز کا سفر کرتے پھرتے تھے۔ ان کو آپ نے ایک ایسی نصیحت فرمائی جو حقیقت میں اس قابل ہے کہ ہر وقت ہر محدث کو پیش نظر رہو۔ آپ نے فرمایا "اے اہل حدیث! فن حدیث کی زکوٰۃ برابر دیتے رہو۔ لوگوں نے پوچھا "فن حدیث کی زکوٰۃ کیا ہے؟" ارشاد ہوا "اس کی زکوٰۃ یہ ہے کہ ہر دو حدیثوں میں سے کم از کم پانچ پر ضرور عمل پیرا ہو۔ ہری سقطی اور بہت سے مشہور زمانہ ائمہ نے حضرت بشر حافی سے روایت کی ہے اور آپ کے بارگاہ فیض کے طلبہ یا مریدین میں ہیں۔ اور انہیں کے سلسلے سے آپ کی تعلیم توحید سینہ بینہ آج تک چلی آئی ہیں اور اب بھی شائقین معرفت آپ کی برکتوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ آپ سنہ ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے تھے اسی حساب سے ۱۱۷۱ سال رونق افروز زمانہ رہے کے ربیع الآخر سنہ ۱۱۷۱ھ میں سفر آخرت کیا۔ تاریخ وفات میں لوگوں کو کسی قدر اختلاف ہے۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ آپ کا انتقال سنہ ۱۱۷۱ھ میں ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ربیع الثانی نہیں عین عاشورے کو جبہ کے دن۔ اور بعض کے خیال میں ماہ مبارک صیلا میں رہ نور ذی آخرت ہوئے۔ اس میں بھی اختلاف ہے کہ کہاں انتقال ہوا۔ بعض کہتے ہیں ناصر بغداد میں اور بعض شہر مرو میں بتلاتے ہیں۔"

خوزستان

(از جناب مولوی حکیم حبیب الرحمن صاحبِ مہر دی)

سلسلہ ہجری میں جبکہ بصرہ کے حاکم حضرت معرہ ابن شعیبہ مقرر ہوئے تو انہوں نے خیال کیا کہ جب تک خوزستان فتح نہ ہو گا اس وقت تک بصرہ میں کامل طور سے امن و امان ہونا مشکل ہے۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی سلسلہ ہجری میں ابوزہرہ پر حملہ کر دیا وہاں کے رئیس نے ایک رقم دیکر صلح کر لی سلسلہ ہجری میں حضرت ابو موسیٰ اشعری متعین کئے گئے اس انقلاب میں ابوزہرہ کے رئیس نے سالانہ مالگزار می بند کر دی اور حکم کھلا بغاوت شروع کر دی۔

حضرت ابو موسیٰ نے ابوزہرہ پر حملہ کیا اور اس کا حاصرہ کر لیا قلعہ کی فوج نے گو مقابلہ کیا مگر شکست کھائی وہاں کے بہت سے باشندے لونڈی غلام بنائے گئے مگر حضرت عمرؓ کے حکم سے چھوڑ دئے گئے۔ اسکے بعد ابو موسیٰ نے مناذرہ پر حملہ کر دیا چونکہ یہ ایک محفوظ مقام تھا اس واسطے قلعہ والوں نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا اور جہا جہا بن زیاد مسلمانوں کے ایک معزز افسر شہید ہو گئے۔ ابو موسیٰ نے مہاجر کے بھائی ربیع کو یہاں چھوڑا اور خود سوس پر حملہ کر دیا اور چالیس محاصرہ کر لیا۔ یہ بھی بند کر دی یہاں ربیع نے مناذرہ کو فتح کر لیا۔ چونکہ قلعہ میں رسد نہ تھی اس وجہ سے وہاں کے رئیس نے اس شرط پر کہ اس کے خاندان کے سنو آدمی چھوڑ دئے جائیں صلح کی درخواست کی ابو موسیٰ نے اس کو منظور کر لیا۔ رئیس جس کو نامزد کرتا جاتا تھا وہ چھوڑ دیا جاتا تھا بد قسمتی سے تعداد پور می ہو گئی اور رئیس نے اپنا نام نہ لیا چنانچہ وہ قتل کر دیا گیا۔

اسکے بعد راجہز کا محاصرہ ہوا اور آٹھ لاکھ سالانہ دینے پر صلح ہو گئی۔ ابو موسیٰ کی تمام کارروائیوں کی خبریں یزدگرد کے پاس برابر پہنچتی رہتی ہیں ہرمزان جو نہایت جری سردار تھا یزدگرد کے پاس آیا اور کہا کہ اگر ابوزہرہ و فارس میری حکومت میں دیدیئے جائیں تو میں عربوں کے اس سیلابِ عظیم کو روکوں معاملہ طے ہو گیا اس کو فرمان دیا گیا اور کچھ فوج بھی اس کے ہمراہ کر دی گئی۔

خوزستان کا مقام صدر شہر تھا شاہی عمارات چھاؤنیاں وغیرہ بھی ہیں۔ ہرمزان نے وہاں پہنچتے ہی قلعہ کی مرمت کرائی اور برجوں وغیرہ سے آہستہ کر لیا۔ لوگوں کے قومی جوش کو

اُبھارا اور ایک نئی جوشیلی جمیٹ پیدا کر لی۔ ابو موسیٰ نے دربار خلافت سے مدد چاہی وہاں سے کوٹہ کے گورنر حضرت عمار بن یاسر کو حکم ملا کہ نعمان بن ہمعتر کو دو ہزار فوج کے ساتھ مقابلہ کو بھیج دے چونکہ غنیم کے مقابل میں یہ جمیٹ ناکافی خیال کی گئی اس لئے تازہ مدد طلب کی گئی جس کے جواب میں حضرت عمار کو حکم ہوا کہ عبداللہ ابن مسعود کو ادھی فوج کے ساتھ شوشتر روانہ کرے اور شہر کے قریب پہونچ کر ڈیرے ڈالے۔ ہرمزان کثرت فوج پر ناز کر کے قلعہ سے باہر نکل آیا اور حملہ کر دیا۔ حضرت ابو موسیٰ نے بڑی ترتیب سے صف آرائی کی میمنہ پر براہ ابن مالک اور میسرہ پر براہ ابن عازب انصاری رہنمو مقرر کیا۔ براہ ابن مالک حالت جوش میں قلعہ کے پھانگ تک پہونچ گئے اور ہرمزان نے ان کو شبہید کر ڈالا۔ مخزاه ابن ثور نے جو میمنہ کو لڑا رہے تھے یہ دیکھ کر ہرمزان کا مقابلہ کیا اور جام شہادت نوش کیا۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا ایک ہزار غشی قتل ہوئے اور چھ سو گزندہ رہے۔

ہرمزان قلعہ بند ہو گیا اور لڑائی جاری رکھی۔ ایک روز شہر کا ایک آدمی چھپ کر ابو موسیٰ کے پاس آیا اور کہا اگر میرے جان و مال کو امن دیا جائے تو میں شہر پر قبضہ کر ادوں۔ حضرت ابو موسیٰ نے منظور کر لیا۔ شخص ایک عرب کو ساتھ لیکر نہرو جیل کے راستہ سے جو کہ وجہ کی ایک شاخ ہے اور شوشتر کے نیچے بہتی ہے ایک تہ خانہ میں ہو کر شہر میں داخل ہوا اور اپنی منہ پر چادر ڈال کر عرب سے کہا کہ فکروں کی طرح میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ تمام عمارات کی سیر کر اگر حضرت ابو موسیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اپنا کام کر چکا اب آپ جاؤ عرب نے بھی اس کے کلام کی تصدیق کی اور کہا کہ اگر دو سو آدمی میرے ہمراہ ہوں تو میں شہر فتح کر لوں۔ ابو موسیٰ نے فوج کی طرف دیکھا دو سو چاہنا زوں نے بڑھ کر سر تسلیم خم کر دیا۔

وہ عرب جس کا نام اشترس تھا معاہدہ اپنے ہمراہیوں کے اسی رہستہ سے شہر پناہ گے دروازہ پر جا پہونچا۔ اور پہرے والوں کو قتل کر کے شہر پناہ کے دروازہ کھول دئے اور حضرت ابو موسیٰ فوج کو لئے ہوئے دروازہ پر مستعد کھڑے تھے دروازہ کھلتے ہی تمام لشکر ٹوٹ پڑا اور شہر میں ہل چل پڑ گئی۔ ہرمزان قلعہ میں گھس کر ایک برج پر چڑھ گیا مسلمانوں نے تعاقب کیا۔ اس نے کہا ابھی میرے ترکش میں سوتیرا تھی میں جب تک نہ لو آدمی کی لاش زمین پر نہ پڑتی نظر نہ آئے اس وقت تک میرا گرفتار ہونا ناممکن۔ تاہم میں اس شرط پر ہرج سے آؤں تاہوں کہ مجھے مدینہ پہونچا دو اور عمر نہ کے ہاتھ سے میری قیمت کا فیصلہ ہو۔ ابو موسیٰ نے منظور کر لیا اور حضرت انس کی معیت میں مدینہ

روانہ کر دیا۔ مدینہ کے قریب پہنچ کر شاہانہ لباس سے آراستہ ہوا تاج پہنا زور پہنا۔ غرض ایک شان و شوکت کی تصویر بن کر مدینہ میں داخل ہوا۔ لوگوں سے پوچھا امیر المومنین کہاں ہیں؟ وہ بجمہ تھا تھا کہ جس شخص کے وہ بڑے تمام دنیا کو ترو بالا کر رکھا ہے اُس کا دربار بھی نہایت ساز و سامان سے آراستہ ہو گا۔

حضرت عمرؓ اس وقت مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور فرش خاک پر استراحت کناں تھے۔ بہت ہونے سے آپؐ کی آنکھ کھلی تو شان و شوکت کی ایک تصویر کو اپنے سامنے ایستادہ پایا۔ حاضرین کو مخاطب ہو کر فرمایا یہ دنیا کی دلفریبیاں ہیں۔ پھر اس کی طرف مخاطب ہوئے اور بزرگوار ترمجان و طنز دریافت کیا پھر اور باتیں شروع ہوئیں۔ چونکہ شوستر کے معرکہ میں دو معزز امیر مسلمان اس کے ہاتھ سے شہید ہوئے تھے اس وجہ سے آپ کو کمال رنج تھا اور اسکے قتل کا مستحکم ارادہ کر لیا تھا۔ تاہم تمام حجت کیلئے عرض و معروض کی اجازت دی۔ کہنے لگا اے عمرؓ جب تک خدا ہمارے ساتھ تھا تم ہمارے غلام تھے اب خدا تمہارے ساتھ ہے ہم تمہارے غلام ہیں۔ یہ کہہ پانی مانگا اور پیالہ ہاتھ میں لے کر درخواست کی کہ میں جب تک پانی نہ پی لوں قتل نہ کیا جاؤں حضرت عمرؓ نے اسکو منظور کیا۔ اُس نے پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا میں پانی نہیں پیتا اور آپ اپنی شرط کے مطابق مجھے قتل بھی نہیں سکتے۔ حضرت عمرؓ اس مغالطہ سے حیران ہوئے۔ ہرمزان نے کلمہ توحید پڑھا اور کہا میں پہلے ہی مسلمان ہو چکا تھا مگر یہ تدبیر اس نے کی تھی کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تلوار کے خوف سے اسلام لایا۔

آپ نہایت خوش ہوئے اور خاص مدینہ رہنے کی اجازت دی دو ہزار سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا فارس وغیرہ کی ہمت میں اکثر اس سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ شوستر کے بعد جب دی سابور پر حملہ ہوئی دن تک محاصرہ رہا ایک دن شہر والوں نے خود بخود شہر کے دروازہ کھول دیے اور نہایت اطمینان سے کام کاج میں مصروف ہوئے مسلمانوں کو تعجب ہوا اس کا سبب دریافت کیا شہر والوں نے کہا تم ہمکو جزیرہ کی شرط پر لان دیجئے اب کیا جھگڑا رہا سب کو حیرت ہوئی کہ امن کس نے دیا تحقیق سے معلوم ہوا کہ ایک غلام نے چھپا کر امن کا قول لکھ دیا ہے۔

ابو موسیٰ نے کہا غلام کا لکھا حجت نہیں شہر والوں نے کہا ہم آزاد ہیں غلام نہیں جانتے۔ حضرت عمرؓ کو لکھا گیا جواب آیا کہ مسلمانوں کا غلام بھی مسلمان ہے جس کو اُس نے امان دی ہو سب مسلمانوں نے امان دی اس شہر کی فتح نے تمام غورستان میں اسلام کا سکہ چھادیا۔

زبانِ خلق کو تقارہ خدا سمجھو

ذیل میں ملک کے اُن معزز و مقتدر اخبارات و رسائل کی قیمتی رائیں درج کی جاتی ہیں جنہوں نے ”جماعت“ کو بہترین دینی و ملی اغراض و مقاصد کے لئے مفید سمجھتے ہوئے ازراہ معاصر نوازی اپنی منصفانہ تنقیدات سے ہمیں شکر گزاری کا موقعہ دیا ہے۔

جماعت۔ اس نام سے ایک ماہانہ رسالہ سرپرستی زبدۃ العارفین و قدوۃ السالکین علیہ الغیاب حضرت حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علیپوری پیر زادہ عبدالعزیز صاحب مخدوم علی نرک کی اڈیشری میں نگلنا شروع ہوا ہے۔ اہل سنت و جماعت کا حقیقی ترجمان۔ قرآن و حدیث اور فقہ و تصوف کے حقائق و معارف کا بہترین گنجینہ ہے۔ کتابت ’طباعت‘ کاغذ سب چیزیں دیدہ زیب ہیں۔ ضخامت علاوہ سرورق ۴۴ صفحات۔ قیمت سالانہ تین روپے۔ جامع مسجد قاصداں امرتسر کے طلبہ کیجئے۔
(ذوکیل امرتسر)

رسالہ جماعت امرتسر۔ امرتسر سے جناب عزیز مخدومی نے ایک رسالہ جاری کیا ہے۔ جس کی سرپرستی حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب نے منظور فرمائی ہے۔ اس کا پہلا پرچہ ہمارے پیش نظر ہے۔ عام مسلمانوں کے لئے عموماً اور حضرت پیر صاحب کے مریدوں کیلئے خصوصاً یہ رسالہ نہایت مفید معلوم ہوتا ہے۔ مولانا سید آزاد گل (کاکاشلی) مولانا محمد نعیم الدین صاحب۔ مولانا غلام احمد فکڑ۔ مولانا اصغر علی رومی۔ مولوی نور الدین گوجرانوالہ اور دیگر مشہور حضرات کے مضامین اس میں درج ہیں۔ اعلیٰ حضرت شہر یار دکن کے دو قصائد نعتیہ بھی شائع ہوئے ہیں۔

امید ہے کہ یہ رسالہ کامیاب ہوگا۔ اسکے مدیر کی قابلیت اور ان کے یارانِ طریقت کی امداد و امانت اس کی کامیابی کی ضامن ہے۔ سرورق کے علاوہ چالیس صفحے ضخامت ہے۔ کاغذ کتابت ’طباعت‘ عمدہ سالانہ چندہ تین روپے (تسے) مقرر ہے۔ مہینے کا پتہ۔ پیر زادہ عبدالعزیز مخدومی جامع مسجد قاصداں امرتسر (زمیندار کابھور)

جماعت۔ یہ ایک ماہوار رسالہ ہے جو حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علیپوری کی سرپرستی اور جناب عزیز مخدومی امرتسری کی ادارت میں امرتسر سے شائع ہوتا ہے۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب اور حجم ۴۴ صفحے ہے۔ مضموناً مضامین مگر دلچسپ۔ صاحب دلوں کے لئے آہ بھی موجود ہے اور واہ بھی۔ نعتیہ کلام بالخصوص قابل ستائش ہے۔ سالانہ چندہ تین روپے ہے۔
 ملنے کا پتہ۔ فیچر صاحب رسالہ "جماعت" جامع مسجد قاصداں امرتسر (سیاست لاہور)

رسالہ جماعت امرتسر۔ پیر زادہ عبد العزیز صاحب عزیز مخدومی امرتسری نے امرتسر سے ایک رسالہ جاری کیا ہے جس کی سرپرستی پنجاب کے مشہور صوفی بزرگ حضرت حافظ حاجی مولوی سید پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری مدظلہ نے منظور فرمائی ہے اور حضرت شاہ صاحب ہی کو نام نامی سے شریعت ہے۔ اس سے اہل الذلت والجماعت کے مذہب و عقائد کی اشاعت و تبلیغ اور فقہ حنفیہ کی ترویج مقصود ہے۔ حضرت شاہ صاحب علی پوری کے مریدوں کے لئے خصوصاً اور جہلاً اہل اسلام کے لئے عموماً رسالہ "جماعت" نہایت مفید ثابت ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ یہ رسالہ ضرور کامیاب ہوگا۔ اسکو مدیر کی کوشش و محنت اور یارانِ طریقت کی امداد و اعانت اس کی ترقی و کامیابی کا یقین ثبوت ہے۔
 کاغذ۔ لکھائی چھپائی عمدہ ضخامت سرورق کے علاوہ ۴۰ صفحات قیمت سالانہ تین روپے۔
 منگوانے کا پتہ۔ پیر زادہ عبد العزیز مدیر رسالہ جماعت جامع مسجد قاصداں امرتسر (سبیل امرتسر)

رسالہ جماعت امرتسر۔ اس نام سے ایک ماہوار رسالہ جناب پیر زادہ عبد العزیز صاحب مخدومی کی زیر ادارت اور علمبردار شریعت حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب دست برکاتہم کی زیر سرپرستی امرتسر سے جاری ہوا ہے کتابت و طباعت دیدہ زیب ہے کاغذ عمدہ ہے مضامین بھی مفید عام ہیں مدیر کی قابلیت سے توقع ہے کہ یہ رسالہ بہت جلد کامیابی حاصل کرے گا اس رسالہ میں دیگر مذہبی و روحانی مضامین نشر و نظم کے علاوہ جن کی مفیاض خدمت جن کو پہنچنے حلقہ ارساد میں بچشم خود دیکھا ہے ضرور اس قابل ہیں کہ ہر مسلمان اس کا مطالعہ کر کے سبق حاصل کرے۔ ہم اپنے ناظرین سے سفارش کرتے ہیں کہ وہ اس رسالہ کے معائنہ سے ضرور بہرہ اندوز ہوں۔

منگوانے کا پتہ۔ جناب پیر زادہ عبد العزیز صاحب مخدومی مدیر رسالہ جماعت جامع مسجد قاصداں امرتسر (مبلغ دہلی)

جماعت۔ یہ مذہبی رسالہ ہے جو برسرِ سرپرستی عالیجناب حضرت مولانا حاجی حافظ سید محمد جماعت علی شاہ صاحب علی پوری امرتسر جاری ہوا ہے خان ادارت جناب عزیز خندومی صاحب کے ہاتھ میں ہے جماعت کی غرض و غایت اشاعت و تبلیغ اسلام ہے۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد و احاسات کا صحیح ترجمان ہے قارئین کرام جناب شاہ صاحب کے نام نامی سے واقف ہونگے۔ آجکل جس جانفشانی و گرمی سے آپ حلقہ ارنداد میں مذہبی جذبات انجام دے رہے ہیں بے نقاب ہو چکی ہیں، غالباً آپ نے اس فیضِ اسلامی کو بوجہ حسن انجام دینے کے لئے جماعت کو جاری کیا ہے کا فہم و فہم ہے۔ لکھائی چھپائی بھی اچھی ہے۔ سالانہ چند تین روپے۔

مینور سالر جماعت جامع مسجد قاصداں امرتسر سے طلب فرمائیے (مدینہ منورہ)

جماعت۔ یہ ایک ماہوار مذہبی رسالہ زیر ادارت عزیز خندومی امرتسر ی ماہ شوال ۱۳۲۲ھ سے نکلتا شروع ہوا ہے۔ اس کا مقصد اصلی اہل سنت و الجماعت کے لئے قرآن، حدیث، فقہ اور تصوف کے حقائق و معارف کا اچھوٹے اور نئے الفاظوں میں قلمبند کر کے اخلاف کو تبادُلِ خیالات کا موقع دینا اور فرقہ رائے جدیدہ کے عقائد و مفاسد کی تردید کرنا مقصدِ اصلی ہے۔

اس وقت ہمارے سامنے جماعت کا پہلا پرچہ موجود ہے اس میں معارف القرآن، دعوتِ الحق، حکمت و غفلت اور فقر کے ماتحت نہایت خوش اسلوبی سے بحث کی ہے۔ اساتذہ اسلام کے جواہر ریزے کو مختصر اور دلچسپ حصے کے اشکال میں درج کیا ہے۔ آخر میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی جو میر کریم اللہ صاحب کے رنجات قلم کا نمونہ ہے شامل کر کے ایک خاص دلچسپی اور خوبی کا اضافہ کیا ہے۔ حجم ۴۴ صفحات ہے۔ اس رسالہ کی لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت اچھا ہے مضامین کی لطافت و طباعت کی خوبی، ترتیب مضامین کی خوش اسلوبی کا مقابلہ کرتے ہوئے سالانہ قیمت جو صرف تین روپے (تین روپے) بہت کم ہے۔ خدا کرے یہ رسالہ مقبولِ خلافت ہو اور مدیر صاحب کی محنت و جانفشانی ٹھکانے لگے۔

(نیراعظم مراد آباد)

جماعت امرتسر۔ اس نام سے ایک اسلامی رسالہ امرتسر سے شائع ہونا شروع ہوا ہے جس کا پہلا نمبر میں مضمون ریویو پہنچا ہے جناب پیرزادہ عبدالعزیز صاحب خندومی اس کے ایڈیٹر ہیں ہم اس کے مطالعہ کے بعد پیرزادہ صاحب مددوح کی اس سچی محنت و کوشش کی داد دیتے ہیں۔ جماعت اہل سنت و الجماعت کا

حقیقی ترجمان اور تصوف کے حقائق و معارف کا بہترین مخزن اور مسلمانوں میں اشاعت اسلام کی روح پھونکنے والا ایک بے نظیر رسالہ ہے اس کی عمدگی کا اس سے بہتر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ یہ رسالہ علمبردار شریعت مجدد وقت حضرت حاجی حافظ سید محمد جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی علیپوری کی سرپرستی میں شائع ہوئے۔ ہم اپنے ناظرین سے اس کے مطالعہ کی بزد سفارش کرتے ہیں۔ لکھائی چھاپائی اور کاغذ ویدہ زیب قیمت سالانہ تین روپے۔ نیچر صاحب رسالہ جماعت جامع مسجد قبا امت سر کے پتہ سے طلب فرمادیں۔

(المعالج امرت)

رسالہ جماعت۔ اس رسالہ کا نمبر اول دیکھا گیا ۴۴ صفحات مع سرورق کتابت و طباعت بہت عمدہ کاغذ بھی چکنا۔ قطع ۲۶ x ۲۰ امت سر سے حضرت عزیز مخدومی کی ادارت سے ماہوار شائع ہوتا ہے۔ صرف تین روپے سالانہ چندہ ہے اس رسالہ کو حضرت حافظ حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب محدث نقشبندی مجددی علی پوری کی سرپرستی کا فخر حاصل ہے۔ واقعی یہ رسالہ بہت قابل قدر مضامین عمدہ برادران اسلام کا فرض ہے کہ اس کی ہر طرح کی امداد سے دریغ نہ فرمائیں۔

(رسالہ انجمن نعمائینہ ہند لاہور)

جماعت۔ اہل سنت والجماعت کا ایک شاندار ماہوار رسالہ جو محترم عزیز مخدومی امرت سری کی ادارت اور حضرت مولانا حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علی پوری کی سرپرستی میں قرآن و حدیث اور فقہ و تصوف کے حقائق و معارف کی اشاعت کے لئے امت سر سے حال ہی میں جاری ہوا ہے۔ جماعت اس کے پہلے پرچے کی ترتیب اور مضامین کی خوبی اس کے خوش آئند اور شاندار مستقبل کی بین ضمانت ہے۔ ہم اپنے نئے معاصر کا دل سے خیر مقدم کرتے ہوئے اس کی ترقی کے متمنی ہیں قیمت سالانہ تین روپے۔ حجم علاوہ سرورق ۴۴ صفحات۔ کتابت و طباعت دیدہ زیب کاغذ سفید ڈمٹی سائز ۲۶ x ۲۰۔

نیچر صاحب رسالہ جماعت جامع مسجد قاصدال امت سر سے طلب کیجئے۔ (القریش امرتسر)

جماعت کی آئندہ اشاعتوں میں بقیہ ریویو حسب گنجائش درج ہوتے رہیں گے۔

(نیچر)

ہر مسلمان پر اشاعت اسلام فرض ہے

موجودہ زمانہ میں اسلام ہر مسلمان پر مخصوص دل اور اخلاق حسنہ سے اشاعت اسلام کے لیے کوشش کرنا کامطالبہ کرتا ہے تبلیغ و اشاعت اسلام کی پاکیزہ ترین خدمات انجام دینے کے لئے ذیل کی ہر اشاعت اسلامی کتابوں کو پڑھنے سے بے علم ملکہ معمولی سمجھ کا مسلمان بھی اشاعت اسلام کا حق بخوبی ادا کر سکتا ہے۔ محصولہ ایک ہزار خریدار۔ پیش کی قیمت ہزار پانچ منی آرڈر بھیجنے والوں کو محصولہ ایک صحت۔

بادی اسلام۔ حضرت سرور عالم رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل و مکمل سوانح عمری جو کمال تحقیق و تدقیق سے عالمانہ طرز پر لکھی گئی ہے اور اسلامی دنیا میں مقبول عام حریت ہے۔

خلافت صدیقی۔ حضرت خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری قیمت ۵۔

خلافت فاروقی۔ حضرت خلیفہ دوم سیدنا عفا روق رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری۔ قیمت صرف ۵۔

خلافت عثمانی۔ حضرت خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری قیمت صرف ۵۔

خلافت حیدری۔ حضرت خلیفہ چارم سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری قیمت صرف ۵۔

سیرۃ الکبریٰ۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حالات طبیات نہایت وضاحت اور دلچسپی پر آمیز قیمت صرف ایک روپیہ دو آنے (۱/۲)۔

سیرۃ الصدیقہ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات طبیات محققانہ انداز میں قیمت صرف دو روپے دس آنے (۱/۵)۔

خاتون جنت۔ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے حالات طبیات مع درو انگریز واقعات قیمت صرف دو روپے دس آنے۔ (۱/۵)

سوانح اعظم۔ امام الفقہاء و المحدثین حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی۔ قیمت صرف چار آنے (۱/۴)۔

سیرۃ محی الدین۔ پیران پر حضرت شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری مع اعمال و اشغال مفیدہ قیمت صرف آٹھ آنے (۱/۸)۔

تحقیق الادیان۔ اس کتاب میں تمام مذاہب کی کتب اور تعلیمات کی تحقیق و تنقیح کے بعد ثابت کیا گیا ہے کہ تمام عالم میں اگر کوئی سچا مذہب ہے اور ذریعہ نجات ہے تو وہ اسلام ہے۔ موجودہ فتنہ ارتداد میں کام کرنے والے مبطلین و دوغلیوں کے لئے انیس ورثیق صادق ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں زمانہ رسالت و عہد خلافت و محاربات اسلام، واقعات کربلا، خلافت حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے حالات۔ ادیبائے کرام کی کرامات۔ سلف کے کارنامے کمال شہرح و بسط سے درج ہیں۔ ضخامت تقریباً ۶۰۰ صفحات ہیں۔ سائز ۲۰ × ۲۶ کلاں کاغذ اعلیٰ کھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت صرف للہ۔

اشاعت اسلام۔ اس کتاب میں اشاعت اسلام کی ضرورت و اہمیت بتائی گئی ہے۔ خود پڑھنے دوسروں کو سنائے۔ قیمت صرف ۴۔

یہ کتابیں اور مختلف علوم و فنون کی کتب قرآن شریف و حقائق شریف۔ سپریم قاعدہ

مذکات کا تہ یہ ہے۔ غلام رسول و عبد المجید بالکان کتب خانہ حنفیہ جامع متجدد اہل امت

ہر مسلمان پر اشاعت اسلام فرض ہے

موجودہ زمانہ میں اسلام ہر مسلمان پر مخصوص دل اور اخلاق حسنہ سے اشاعت اسلام کے لیے کوشش کرنا ایک مطالبہ کرتا ہے تبلیغ و اشاعت اسلام کی پاکیزہ ترین خدمات انجام دینے کے لئے ذہن کی پراثر اسلامی کتابوں کو پڑھنے سے بے علم بلکہ معمولی سمجھ کا مسلمان بھی اشاعت اسلام کا حق بخوبی ادا کر سکتا ہے۔ محمولہ ایک بذمہ خریدار۔ بیشک کی قیمت بذریعہ منی آرڈر بھیجنے والوں کو محمولہ ایک محتاج۔

پادری اسلام۔ حضرت سرور عالم رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی مفصل و مکمل سوانح عمری جو کمال تحقیق و تدقیق سے عالمانہ طرز پر لکھی گئی ہے اور اسلامی دنیا میں مقبول عام ہو قیمت ۵۰

خلافت صدیقی۔ حضرت خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری قیمت ۵۰

خلافت فاروقی۔ حضرت خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری۔ قیمت صرف ۵۰

خلافت عثمانی۔ حضرت خلیفہ سوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری قیمت صرف ۵۰

خلافت حیدری۔ حضرت خلیفہ چہارم سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری قیمت صرف ۵۰

سیرۃ الکبریٰ۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حالات طیبات نہایت وضاحت اور دلچسپی پر پیرایہ میں قیمت صرف ایک روپیہ دو آنے (۱۰۰)

سیرۃ الصدیقہ۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات طیبات محققانہ انداز میں قیمت صرف دو روپے دس آنے (۲۰۰)۔

خاتون جنت۔ سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے حالات طیبات مع در داغیز واقعات قیمت صرف دو روپے دس آنے (۲۰۰)۔

سوانح اعظم۔ امام الفقہاء والمحدثین حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی۔ ایک قیمت صرف چار آنے (۴۰)۔

سیرۃ محی الدین۔ ایران پر حضرت شیخ محی الدین سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری مع اعمال و اشغال متفیدہ قیمت صرف آٹھ آنے (۸۰)۔

تحقیق الا دیان۔ اس کتاب میں تمام مذاہب کی کتب اور تعلیمات کی تحقیق و تنقیح کے بعد ثابہت کیا گیا ہے کہ تمام عالم میں اگر کوئی سچا مذہب ہے اور ذریعہ نجات ہے تو وہ اسلام ہے۔ موجودہ فتنہ ارتداد میں کام کرتے والے مبغضین و دغاغیلین کے لئے انیس

درتین صادق ہے۔ علاوہ ازیں اس کتاب میں زمانہ رسالت و عہد خلافت و محاربات اسلام، واقعات کربلا۔ خلافت حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے حالات۔ ادیبانے کرام کی کرامات۔ سلف کے کارنامے کمال شہرہ و جہت سے درج ہیں۔ ضخامت قریباً ۶۰۰ صفحات ہیں۔ سائز ۲۰ × ۲۶ کلاں کاغذ اعلیٰ لکھائی چھپائی عمدہ۔ قیمت صرف ۱۰۰

اشاعت اسلام۔ اس کتاب میں اشاعت اسلام کی ضرورت و اہمیت بتائی گئی ہے۔ خود پڑھنے دوسروں کو سنائے۔ قیمت صرف ۴۰

یہ کتابیں اور مختلف علوم و فنون کی کتب قرآن شریف و حلال شریف۔ سہارے قاعدے

منگائے کا پتہ یہ ہے۔

(مولوی) غلام رسول و **عبد المجید مالکان** کتب خانہ حنفیہ جامع متجدد اہل امرتسر

نہایت مفید و قابل دیدکتائیں

مکتوبات امام ربانی { حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
سواغ مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریف مشہور عالم میں جو حقیقت قرآن و حدیث کی صحیح
و بہترین تفسیر ہیں ان کے اردو ترجمے کی عام طور پر ضرورت تھی۔ حصہ اول کا ترجمہ نہایت سلیس و
عام فہم جھپکرتیار ہے اور ابتداء میں مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی دیتے گئے ہیں قیمت شش ماہ
تصنیفات امام غزالی۔ حجة الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اردو ترجمہ یعنی نصائح
امام غزالی۔ مدامت عنیت و جفلی۔ مدامت غضب و حسد و حقد۔ یہ تینوں کتابیں
تصوف کے سرپا رحمت و برکت مضامین مالا مال ہیں۔ تینوں کی مجموعی قیمت صرف پندرہ

مبدا و معاودہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف
میں سے ہے اس میں شریعت و طریقت کے نہایت ضروری مسائل درج ہیں تصوف و سلوک کے شیدائوں
کے لئے نعمت لازوال ہے۔ قیمت صرف ۸ ر

شرح رباعیات حافظ { حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں جو اثر ہے اس کا
مجدد سواغ عمری حافظ ہر شخص قائل ہے۔ دیوان حافظ کی شرح تو مدت سے چھپتی آتی ہے
لیکن ان کی بنظر رباعیوں کی شرح اب تک نہیں چھپی تھی حال میں پوری محنت و کوشش سے ان کی
رباعیوں کا ترجمہ اور شرح چھپی ہے اور شروع کتاب میں حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کی سواغ عمری بھی
درج کی گئی ہے۔ کتاب قابل دید ہے قیمت صرف ۶ ر

برکات علی پور۔ اس ضخیم کتاب میں جو حضرت مولانا مولوی خیر شاہ مرحوم و مغفور کی تالیف
لطیف ہے ہمارے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے تمام و کمال بزرگوں کے حالات و عالیجناب حضرت
قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی کا ذکر خیر نہایت وضاحت سے لکھا گیا ہے اور عربی۔ فارسی۔ اردو
زبان میں شجرے بھی درج کئے گئے ہیں۔ یاران طریقت کے لئے بہت بڑے کام کی چیز ہے چند
جلدیں باقی رہ گئی ہیں جلد طلب کیجئے۔ قیمت صرف عطر

کتابت کا پتہ: میجر رسالہ جماعت جامع مسجد قاصداں امرتسر (پنجاب)